انتخابِ

سب رس

مرتبہ
نورالحسن ہاشمی

اُترپردیش اُردو اکادمی
لکھنؤ

سلسلۂ مطبوعات: ۴۱۵

انتخاب

سب رس

(مُلّا وجہی)

مرتبہ
نورالحسن ہاشمی

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

© اتر پردیش اردو اکادمی

انتخابِ سب رس (مُلّا وجہی)

مرتبہ نور الحسن ہاشمی

Intekhab-e-SabRas

Edited By

Noorul Hasan Hashmi

Rs18/=

چوتھا ایڈیشن	:	۲۰۰۷ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۱۸/- روپے

بھوناتھ سنگھ، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس امبر ٹریڈرس نبی اللہ روڈ، لکھنؤ سے
چھپوا کر دفتر اردو اکادمی واقع وبھوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ ۰۱۰ ۲۲۶ سے شائع کیا۔

ترتیب

پیش لفظ (چیرمین)	۵
تعارفی مقدمہ (مرتب)	۷
سب رس کے قصے کا خلاصہ	۱۲
انتخاب سب رس	۱۹
● حمد	۲۱

- سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ ۲۳
- در زینت سخن و در نام کتاب گوید ۲۴
- آغاز داستان زبان ہندوستان ۲۶

فرہنگ ۵۶

پیش لفظ

اتر پردیش اردو اکادمی کا بنیادی مقصد اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی اور فروغ و اشاعت ہے۔ اہلِ نظر واقف ہیں کہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اردو کی تعلیم کا مناسب بندوبست اور درسی کتابوں کی فراہمی لازمی امر ہے۔ اردو اکادمی کی ابتدا سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین کو کم قیمت پر عمدہ، دیدہ زیب اور معیاری کتابیں فراہم کرائے۔ اس سلسلہ میں اکادمی نے جہاں ایک طرف ناول، افسانے، تذکرے، ترجمے، لغات و فرہنگ اور تحقیقی و تنقیدی کتابیں منظرِ عام پر لانے کا فریضہ بحسن و خوبی ادا کیا تو وہیں دوسری طرف جنگِ آزادی اور بچوں سے متعلق ادب کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد صدی تقریبات کے موقع پر متعدد کتابیں اور الہلال کا عکسی ایڈیشن شائع کرنے کا کارنامہ بھی انجام دیا ہے۔ اردو اکادمی نے محدود وسائل کے باوجود نصابی اور حوالہ جاتی کتابوں کی اشاعت پر بھی خصوصی توجہ دی ہے۔ اردو اکادمی کی متعدد کتابیں بیشتر یونیورسٹیوں میں داخلِ نصاب ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اس مہنگائی کے دور میں بھی اکادمی کی کتابوں کی قیمت دوسرے سرکاری،

نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں سے کم متعین کی جاتی ہے۔ اکادمی کی کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ بعض کتابوں کے دس دس بارہ بارہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مجھے امید ہی نہیں بلکہ پختہ یقین بھی ہے کہ زیرِ نظر انتخاب نہ صرف تشنگانِ علم کی ضروریات کو پورا کرے گا بلکہ ادبی حلقوں میں بھی اسے مقبولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

گومتی نگر، لکھنؤ

۲۰ نومبر ۲۰۰۷ء

ترنم عقیل

(نائب صدر)

اتر پردیش اردو اکادمی

تعارفی مقدمہ

سب رس اردو نثر کی سب سے پہلی کتاب ہے ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں عبداللہ قطب شاہ (۱۶۲۵ء تا ۱۶۷۵ء) والیِ گولکنڈہ (دکن) کی فرمائش پر اس کے درباری شاعر اسداللہ وجہی نے تالیف کی تھی۔ اس میں حسن و عشق کے معرکے کو ایک تمثیلی قصے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ وجہی نے اس سے پیشتر عبداللہ قطب شاہ کے دادا محمد قلی قطب شاہ کے آخری زمانے میں ایک مثنوی 'قطب مشتری' بھی لکھی تھی جس میں خود بادشاہ محمد قلی قطب شاہ کی بھاگ متی (عرف حیدر محل) کے ساتھ داستان عشق استعارے کے پیرایے میں بیان کی ہے۔ اُس کا سن تصنیف ۱۰۱۸ھ/ ۱۶۰۹ء ہے اور یہ مثنوی بھی اپنے دل کش اسلوب اور رومانی تخیل کی وجہ سے قدیم دکنی اردو کی بہترین مثنویوں میں شمار ہوتی ہے [۱]

سب رس کی اہمیت لسانی بھی ہے اور ادبی بھی۔ لسانی اس حیثیت سے کہ اس میں وہ زبان ہمیں ملتی ہے جو اب سے تقریباً ساڑھے تین سو برس پہلے دکن میں بولی جاتی تھی۔ اس کے املا کا انداز بھی آج کل کے انداز روش سے قدرے مختلف تھا جیسا کہ آگے اس کتاب کے متن کو پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ الفاظ کی غرابت کے باوجود وجہی کے انداز بیان میں بڑی روانی اور دل کشی ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے جملوں میں بڑی معنی خیز باتیں کہہ جاتا ہے۔ اگرچہ اس نے مقفیٰ اور مسجع عبارت لکھنے کا التزام کیا ہے۔ لیکن یہ قید اس کے انداز بیان کو گنجلک یا پیچیدہ نہیں بناتی۔ اُس میں جو تمثیلی قصہ بیان کیا گیا ہے مولوی عبدالحق صاحب کی تحقیق کے مطابق وجہی نے

---

[۱] ایک اور نثر کی کتاب 'تاج الحقائق' نامی بھی اس کے نام پر منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جدید تحقیق اس کو وجہی کی تصنیف نہیں مانتی۔

محمد یحییٰ سیبک فتاحی نیشاپوری کی نثری تصنیف 'قصہ حسن و دل' سے لیا ہے اگرچہ اپنے دیباچہ میں تو کچھ ایسا ظاہر کیا ہے گویا یہ قصہ خود اسی کی ایجاد ہو۔ فتاحی (متوفی ۸۵۲ھ) شاہ رخ مرزا کے عہد میں ایران کے مشہور شعرا میں تھا۔ پہلے اُس نے اس قصے کو مثنوی کی صورت میں ۱۴۳۶ء میں 'دستور عشاق' کے نام سے نظم کیا تھا۔ پھر اسی کو شبستانِ خیال، اور 'حسن و دل' کے نام سے بھی نثر میں لکھا۔ قصۂ 'حسن و دل' اس مثنوی میں مندرج قصے کا خلاصہ ہے اور اس میں اس نے مسجع اور مقفیٰ نثر لکھی ہے اور صنائع لفظی و معنوی بھی خوب کھپائے ہیں اور اُسی کی تقلید میں وجہی نے بھی مقفیٰ اور مسجع عبارت میں سب رس کو لکھا ہے۔ وجہی کے سامنے فتاحی کی مثنوی دستور عشاق نہیں تھی صرف 'قصۂ حسن و دل' اسے دستیاب ہو سکا تھا۔ اسی سے اس نے استفادہ کیا تھا۔ کیوں کہ مثنوی مذکور میں قصہ کی تفصیلات میں 'حسن و دل' سے کچھ اختلاف ہے اور سب رس میں وہی سب باتیں ہیں جو قصہ 'حسن و دل' میں ملتی ہیں۔[1]

فتاحی نے اپنا قصہ کہاں سے لیا تھا اس کے متعلق 'دستور عشاق' میں کچھ واضح طور سے نہیں بتایا گیا تھا لیکن اُس نے یہ دو شعر اپنے پیر کے متعلق لکھے تھے ؎

زہستی دست قدرت ساخت بالا — بہ مشرق رہ نمودش پیر والا
کہ ہست اشراق نور عزت از خاک — نظر از خاک مشرق شد طرب ناک

دکنی ادب کے ایک محقق شری دیوی سنگھ چوہان نے اس پیر مشرق کو تلاش کیا ان کے نزدیک 'دستور عشاق' بہار کے رہنے والے ایک سنسکرت ڈراما نگار کے ڈراما "پربودھ چندرودے" کی تقلید میں لکھا گیا ہے۔ یہ ڈراما ۱۰۶۵ء کے لگ بھگ لکھا گیا تھا یعنی 'دستور عشاق' سے کوئی پونے چار سو سال پہلے۔ اس مثنوی اور اس کے کرداروں میں یکسانیت ہے۔[2] قصے اگرچہ مختلف ہیں لیکن دونوں میں خیر و شر کی لڑائی میں بالآخر خیر کی فتح دکھائی گئی ہے۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سب رس کا ماخذ

---

[1] اس پر تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے مقدمہ 'سب رس' از مولوی عبدالحق مطبوعہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد ۱۹۳۲ء۔ [2] شری چوہان کو ڈاکٹر نورالسعید اختر نے اپنے مضمون "قصہ حسن و دل مختلف زبانوں میں" کے ذریعہ اردو والوں سے روشناس کرایا (رسالہ شیرازہ سری نگر جلد ۸ شمارہ [illegible]

براہ راست تو نہیں لیکن 'دستور عشاق' کے واسطہ سے سنسکرت تک پہنچتا ہے۔[1]

'سب رس' کی ابتدا میں وجہی نے بڑے شد و مد سے یہ دعوا کیا ہے کہ یہ ڈھنگ اور یہ اسلوب اُسی کا ایجاد کردہ ہے مثلاً،

"یو کتاب عجائب بندر ہے اگر سورج منگتا وگر چندر ہے۔ فرہاد ہو کر دونوں جہان تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اُٹھایا تو یو شیریں پایا، تو یو نوی باٹ پیدا ہوئی تو اس باٹ آیا۔ . . جکوئی باٹ ہماری چلیا وو ہمارا ج ہے، چلیا تو کیا ہوا باٹ ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی تے کچھ جانیا، ہمنظار ہم باطہ۔ اُسے نہیں مانیا وو مسلمان نہیں، اُسے ایمان نیں"

یہ باتیں صریحاً وجہی نے غلط لکھی ہیں اس لیے کہ سارا قصہ اُس نے فتاحی کے 'حسن و دل' سے مستعار لیا ہے اور اسلوب میں بھی اُسی کی پیروی کی ہے۔ لیکن جب وہ یہ کہتا ہے کہ،

"آج لگن کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر نیں بولیا"

تو ہمیں اس بات کو صحیح تسلیم کرنا پڑتا ہے اس لیے کہ اُس زمانے میں کیسی نثر لکھی جاتی تھی اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اس لحاظ سے واقعی 'سب رس' پہلی اردو نثر کی کتاب ہے جو بڑا ادبی درجہ رکھتی ہے۔ قافیہ کے التزام سے اکثر عبارت میں پیچیدگی ہو جاتی ہے لیکن وجہی نے اپنی مقفیٰ عبارت کو اس فصاحت، روانی اور سلاست کے ساتھ لکھا ہے کہ اُس کے پڑھنے میں ایک آہنگ پیدا ہو جاتا ہے جو پُر لطف ہوتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملے نگینوں کی طرح جڑے معلوم ہوتے ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے جملوں میں وہ بڑے کام کی باتیں کہہ جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی زبان بہت پُرانی ہے اور اس کے بہت سے پرانے الفاظ اور محاورے آجکل سمجھ میں نہیں آتے، لیکن بقول مولوی عبدالحق؛

"اس میں نہ مصنف کا قصور ہے اور نہ اس سے کتاب کی خوبی پر کوئی حرف آسکتا ہے۔"

وجہی نے اپنے زمانے کی نہایت با محاورہ اور فصیح زبان لکھی ہے۔ وجہی اپنے

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے "اردو ادب پر ہندی ادب کا اثر" از ڈاکٹر پرکاش مونس۔ ص ۲۱۰ - ۲۱۵

زمانے کے مروجہ علوم سے بہرہ ور تھا، عربی و فارسی میں کماحقہ، دستگاہ رکھتا تھا، فنکار بھی تھا، فارسی اور دکنی اردو میں شعر خوب کہہ لیتا تھا، ساتھ ہی طویل عمری کے باعث دنیاداری کے معاملات میں بھی وہ بڑا تجربہ کار تھا۔ اس لیے جہاں الٰہیات کے موضوعات پر فلسفہ و تصوف کے اسرار کی قرآن و حدیث کی آیتیں اور جملے نقل کرکے اپنے مباحث کی موشگافی کی ہے وہیں اُس نے دنیاداری کے معاملات پر بھی سعدی کی طرح بڑے تجربے کی باتیں لکھی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے فقروں میں بڑی دانائی کی باتیں کہہ دی ہیں۔ مثلاً 'انسان یعنی گیان، جس میں کچھ گیان نہیں وو حیوان۔ اگر خدا کوں پچھانے منگتا ہے تو انسان کو پچھان۔ اپنا نتا بچارا بھلا، جانتے پر پڑے بلا۔ بڑائی مفت نہیں آتی جتنی ہمت اتنی بڑائی۔ اپنا جیو خوش تو زمین آسمان خوش، اپنا جیو خوش تو سب جہان خوش۔ آفتاب سب پر پڑتو سٹتا، ولے جس میں جوہر ہوتا وِ وچہ جوہر ہوتا۔" غرض کہ اس طرح کے بہت سے فقرے ہیں جو اگر مروجہ زبان میں ہوتے تو ضرب المثل بن سکتے تھے۔ جگہ جگہ اپنے اس قسم کے فقرات کے علاوہ اُس نے دکنی، گجراتی، مرہٹی، ہندی اور فارسی ضرب الامثال کا بھی استعمال کیا ہے۔ اسی طرح جگہ جگہ اس نے اپنے اشعار، فارسی کے اشعار اور ہندی کے دوہوں سے بھی اپنی عبارتوں کو مزین کیا ہے۔

سب رس میں فارسی اور ہندی تشبیہوں، استعاروں، ترکیبوں فقروں اور لفظوں کا بہت رواں، دل چسپ اور نادر سنگم ملتا ہے اور کثرت سے ملتا ہے۔ ہندی تمدن اور تہذیب کی چھاپ بھی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ مثلاً قصے کے آغاز میں وجہی جہاں سلطان عبداللہ کی تعریف کرتے ہوئے اُنھیں "شمشیر ہور ہمت کے صاحب" بتاتا ہے وہاں اُنھیں "نیم، دھرم اور ست" کے صاحب بھی بتانا نہیں بھولتا۔ حسن کی تعریف کرتا ہے تو یوں لکھتا ہے:۔

"حسن نار، اوتار۔۔۔۔ دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار پھول ڈالی تے خوب لٹکتی، چلنے میں ہنس کوں ہٹ کتی۔ راویں تے میٹھی بولے بات، آواز تے قمری کو کرے شہ مات، کنول کے پھول کی پھنکڑیاں جیسے ہات۔ چمن میں پھول، شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑے

چاند سور، مست ہستی تے مغرور، ماتی بھاتی کسے خاطر میں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ۔"

حسن کی جہاں کہیں تعریف کرتا ہے تو

"حسن دھن، من موہن، جگ جیون، چھبیلی نار، من ہرن مورت، اونار صورت۔"

جیسے ہندی کے اسمائے صفت استعمال کرتا ہے۔ ایک جگہ نظر نے حسن کو اس طرح مخاطب کیا ہے،

"اے من کی پری، اے نار سندری، اے دنیا کے سُرگ کی اپچھری، اے گنونتی، گُن بھری۔"

وغیرہ اس قسم کی مثالوں سے سب رس کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وجہی کے زمانے میں ہندی ادب کا دکنی اردو ادب پر گہرا اثر تھا۔ اسی لیے شاید وجہی اپنی زبان کو دکنی نہیں ہندی کہتا ہے۔ لیکن یہ ایسی ہندی ہے جس میں ہندی اور فارسی کا پورا سنگم موجود ہے۔

تمثیل ایک ایسے قصے یا داستان کو کہتے ہیں جو ایک طویل استعارے کے طور پر پیش کی گئی ہو اور قصہ ہونے کی وجہ سے مصنف جو کسی خاص فلسفیانہ یا صوفیانہ نکتے کو بیان کرنا چاہتا ہو یا کوئی نصیحت کی کارآمد بات بتانا چاہتا ہو وہ آسانی سے عام لوگوں کی سمجھ میں آکر دل نشین ہو جائے۔ ایسے قصے کے کردار خواہ جاندار ہوں یا بے جان یا دیوی دیوتا، وہی کام سرانجام دیتے ہیں جو اُن کے نام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ مثلاً کسی بادشاہ کا نام ہمت ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہمت بلند کرنے کی باتیں کرے گا۔ رقیب نام کا شخص عاشق کے حق میں پوری رقابت سے کام لے گا۔ وقس ھٰذا۔ مقامات کے نام بھی اسی طرح کی مناسبت سے رکھے گئے ہیں۔ سب رس میں اس قسم کے نام کرداروں اور مقامات کے کثرت سے ملیں گے اور یہ سب وجہی نے فتاحی کے قصہ حسن و دل سے مستعار لیے ہیں۔ آب حیات بھی جس کی تلاش سب رس کا بنیادی موضوع ہے، ایک رمز یا تمثیل ہے جس کی عقدہ کشائی اس قصے کے آخر میں خضر کے ذریعہ ہوتی ہے اور جو درج ذیل قصے کے خلاصے سے واضح ہو جائے گی۔

سب رس کے قصّے کا خلاصہ

دو بادشاہ ہیں عقل اور عشق نام۔ عقل مغرب کا بادشاہ ہے عشق مشرق کا۔ عقل کا ملک یونان تھا۔ حسن عشق کی بیٹی ہے اور دل عقل کا فرزند۔ بیٹا جب بڑا ہوا تو عقل بادشاہ نے اسے شہر تن کا والی بنا دیا۔ ایک رات دل کے ایک ندیم نے آب حیات کا قصہ سنایا۔ دل آب حیات کا ذکر سن کر اُس کے حاصل کرنے کی دُھن میں ایسا دیوانہ ہوا کہ کھانا پینا حرام ہو گیا۔ آخر دل کے ایک خدمت گار نظر نے حامی بھری کہ وہ آب حیات کو تلاش کر لائے گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گیا۔ پہلے شہر عافیت کے بادشاہ ناموس سے جا کر پوچھا اس نے کہا کہ آب حیات کوئی چیز نہیں۔ اصل آب حیات انسان کی آبرو ہے۔ نظر مایوس ہو کر آگے بڑھا۔ زہد نام کے پہاڑ پر ایک بڈھے زرق نامی سے پوچھا اس نے کہا آب حیات کو عاشقوں کے آنسوؤں میں تلاش کرو۔ نظر مطمئن نہ ہوا آگے چلا۔ ہدایت نام کا ایک قلعہ نظر آیا، اس کے بادشاہ ہمت نام سے پوچھا اس نے ہمت بندھائی اور بتایا کہ کوہ قاف کے اُدھر ایک شہر ہے دیدار نام۔ اس میں ایک باغ ہے جس کا نام رخسار ہے اُس باغ میں ایک چشمہ دہن ہے۔ اسی چشمے میں آب حیات ہے جس کی تجھے تلاش ہے اور ایک سفارشی خط اپنے بھائی قامت کے نام لکھ دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ راستے میں شہر دیدار کا نگہبان ایک دیو رقیب نامی ہے اس سے ہوشیار رہنا وہ کسی غیر آدمی کو وہاں جانے نہیں دیتا۔ بہر حال نظر وہاں سے چل دیتا ہے۔ رقیب کو ایک ایسا جھانسا دیتا ہے کہ رقیب خود اس کو شہر دیدار لے جاتا ہے۔ وہاں پہنچا تو قامت سے ملاقات ہوئی۔ اس نے ہمت کا خط اسے دیا تب اُس نے نظر کو کہیں چھپا دیا۔ اس طرح رقیب کے پنجے سے رہائی پانے کے بعد وہ رخسار کے گلزار میں پہنچا۔ وہاں پہلے زلف نے اسے ٹوکا پھر اس کی معذرت سُن کر مہربان ہو گئی اور اپنے کچھ بال دیے کہ جب مصیبت پڑے ان بالوں کو آگ پر جلانا میں مدد کے لیے پہنچ جاؤں گی۔ اُس سے رخصت ہو کر پھر یہ شہر دیدار کی طرف چلا۔ وہاں کے نگہبان غمزہ نے اسے پکڑ لیا اور نظر کو مار ڈالنا چاہتا تھا کہ نظر کے بازوؤں پر ایک لعل نظر آیا۔ اُس کی ماں نے بچپنے میں نشانی کے لیے اپنے دونوں بیٹوں نظر اور غمزہ کے

بازوؤں پر ایک ایک لعل باندھ دیا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی غمزہ نظر سے پرستاری کرنے لگا۔ دونوں بھائی ملے۔ نظر نے اپنا سب احوال سنایا۔ غمزہ حسن کا مصاحب تھا وہ اپنے حسن کے پاس لے گیا۔ حسن کے پاس ایک خوش رنگ بیش قیمت لعل تھا جس پر ایک خوب صورت اور موہنی مورت بنی تھی۔ اس نے پرکھنے کے لیے اسے نظر کو دکھایا۔ نظر نے کہا کہ یہ تو دل کی تصویر ہے اور پھر دل کی اتنی تعریفیں کیں کہ حسن دل پر عاشق ہو گئی۔ نظر نے کہا کہ دل کو آب حیات کی تلاش ہے اور وہ تمہارے پاس ہے اگر اُسے یہ مل جائے تو میں دل کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ حسن نے اپنے غلام خیال کو نظر کے ساتھ کیا اور ایک یاقوت کی انگوٹھی اُن کو دی جس سے آب حیات کے چشمے پر مہر کی جاتی تھی۔ خیال اور نظر دونوں شہر بدن میں پہنچ کر دل سے ملتے ہیں۔ نظر اپنے سفر کا سب حال سناتا ہے اور خیال حسن کی تصویر کھینچ کر دل کو دکھاتا ہے وہ دیکھتے ہی ہزار جان سے حسن پر عاشق ہو جاتا ہے اور کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ آخر نظر کے مشورے سے شہر دیدار کے سفر کا قصد کرتا ہے۔ اُدھر عقل بادشاہ کے ایک وزیر وہم کو جب اس بات کی خبر ہوتی ہے تو وہ عقل سے جا لگاتا ہے کہ نظر ایک خانہ خراب خیال کو ساتھ لایا ہے اور وہ دونوں دل شہزادے کو شہر دیدار کی طرف لیے جا رہے ہیں اس سے بڑا فتنہ پیدا ہو گا اور عشق بادشاہ سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو جائے گا عقل اس خبر کو سن کر بہت پریشان ہوا اور اس نے وہم کے مشورے کے مطابق دل اور نظر کو قید کر کے پہرے بٹھا دیے۔

یاقوت کی وہ انگوٹھی جو حسن نے دل کو بھجوائی تھی اور جسے دل نے نظر کے پاس رکھوا دی تھی اس کی ایک خاصیت یہ تھی کہ جو کوئی اسے منھ میں رکھ لے وہ دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ چنانچہ نظر اسے منھ میں رکھ کر قید خانہ سے باہر نکل آیا اور شہر دیدار جا پہنچا۔ وہاں رخسار کے گلزار میں سیر کر رہا تھا کہ اسے آب حیات کا چشمہ نظر آیا۔ چاہتا تھا ایک گھونٹ پانی پی لے کہ انگوٹھی منھ سے نکل کر چشمے میں جا گری اور وہ آب حیات کا چشمہ نظر سے غائب ہو گیا۔ اتنے میں رقیب کی نظر اس پر پڑی۔ وہ تو تاک میں تھا فوراً نظر کو پکڑ کر گھر لے گیا اور قید کر لیا۔ قید میں نظر کو زلف کے بالوں کا خیال آیا۔ ایک دو بال آگ پر رکھے زلف فوراً نمودار ہو گئی۔

حال پوچھ کر کسی ترکیب سے اسے قید سے چھڑا کر شہر دیدار اور رخسار کے گلزار کے رستے پر ڈال دیا۔ نظر وہاں پہنچ کر حسن سے ملا۔ سب حال بیان کیا۔ وہ تو انتظار میں بیٹھی ہی تھی۔ حال سن کر اور بے قرار ہوئی اور غمزہ کو بلا کر کہا کہ تم اور نظر دونوں جاؤ اور جس طرح بن پڑے دل کو یہاں لے کر آؤ۔ نظر اور غمزہ چیدہ اور تجربہ کار لوگوں کو ساتھ لے کر شہر بدن کی طرف سدھارے۔ اُدھر عقل بادشاہ نے نظر کی فراری کی خبر تمام سرحدی حکام کو ہدایت بھیج دی تھی کہ مفرور نظر جہاں ملے اسے قید کر لیا جائے۔ زرق کے بیٹے توبہ کو جو ایک سرحدی حاکم تھا یہ اطلاع ملی کہ نظر لشکر لیے قریب کی پہاڑی کے نیچے پڑا ہے۔ وہ فوراً اپنا لشکر لے کر جھپٹ پڑا لیکن نظر اور غمزہ ایسی بہادری سے لڑے کہ توبہ کو شکست کھا کر فرار ہونا پڑا۔ اس نے جا کر عقل بادشاہ کو اس ہزیمت اور غمزہ کی سفاکی کی خبریں سنائیں۔ تو عقل بادشاہ نے دل شہزادے کو قید خانہ سے نکلوا کر یہ سب باتیں بتائیں اور کہا کہ تم ایک لشکر جرار لے جا کر غمزہ سے مقابلہ کرو اور کچھ عرصہ کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر دل کی مدد کو روانہ ہو گیا ——— اُس کے بعد لڑائی کے دوران بہت سے پیچ در پیچ واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ آخر میں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عقل کی ابتدائی معرکوں میں توجیت ہوتی ہے لیکن بالآخر وہ عشق بادشاہ سے ہار جاتا ہے۔ ہمت بادشاہ بیچ میں پڑتا ہے۔ دونوں میں صلح کرا دیتا ہے۔ طے یہ ہوتا ہے کہ عشق بادشاہ رہے اور عقل اس کا وزیر رہے۔ رقیب کو قید میں ڈال جاتا ہے۔ دل کی شادی حسن کے ساتھ کر دی جاتی ہے۔ ایک روز دل، ہمت اور نظر رخسار کے گلزار میں پہنچے۔ وہاں آب حیات کا چشمہ دہن دیکھا۔ وہاں ایک پیر سبز پوش نظر آئے۔ یہ خضر تھے۔ ہمت کے کہنے پر دل نے ان کی قدم بوسی کی۔ ادب سے نزدیک بیٹھا۔ خضر نے آنکھوں کے اشارے سے سب راز کھول دیا اور دل خضر کے فیض سے اپنی مراد کو پہنچا۔ حسن و دل پھولے پھلے۔ فرزندوں والے ہوئے۔ ان کا سب سے بڑا فرزند یہ کتاب سب رس ہے جو اپنے وقت کا افلاطون و لقمان ہے۔ روشن ضمیر، صاحب تدبیر ہے۔ جو کوئی صاحب نظر ہوگا اسے یہ سخن بھائے گا اور قدر کرے گا۔

فتاحی نے دستور عشاق میں اس راز کو زیادہ صاف کر دیا ہے۔ وہ دہن کو چشمہ

اور سخن کو آبِ حیات بتاتا ہے اور پھر اس کی تعریف میں یوں لکھتا ہے:

سخن دُرّیست از دریاے اعظم　　سخن نوریست در مشکاۃِ آدم
سخن آبِ حیات است از کرامت　　کہ زو زندہ ست تا روزِ قیامت

اس طرح کہا جائے تو اب اِس کتاب (سب رس) کو حسن و دل کا فرزند ہونا سزاوار ہے جس پر وجہی نے قصّہ کا خاتمہ کیا ہے۔

نوٹ: اس انتخاب سب رس میں سے صرف اُس واقعے تک پورا قصّہ وجہی کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ جب حسن کی بے تابی دیکھ کر خیال اور نظر دونوں دل کو حسن تک لانے کے لیے شہر بدن کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

سب رس کی زبان

سب رس کی زبان کوئی ساڑھے تین سو سال پُرانی ہے۔ اس میں عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں (جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے)، بہت سے الفاظ کا تلفّظ اور املا بھی مختلف تھا۔ ویسے اس انتخاب کے آخر میں ایک فرہنگ بھی دے دی گئی ہے جس سے مدد ملے گی۔ لیکن یہاں چند خاص باتیں سب رس کی صرف و نحو و املا کے متعلق درج کی جاتی ہیں تاکہ طلبہ کو اس انتخاب سب رس، کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

۱۔ جہاں کہیں ضمائر آئے ہیں وہ آج کل کی زبان سے مختلف ہیں مثلاً ڈہ کو دو لکھا جاتا تھا۔ یہ کو یو۔ اسی طرح انو (اُنھوں نے) انوکوں (اُن کو) انوکا (اُن کا) ہمنا (ہم کو)، جنوں (جنھوں نے) جنوں کوں (جن کو) یے (یہ)۔ مجھ، تجھ کو مُج، تُج بھی لکھتے تھے۔

۲۔ ایسے مصادر کی ماضی مطلق جن میں علامت مصدر سے قبل الف یا واو نہیں ہوتا اس طرح بنتی ہے کہ ہم لوگ امر کے آگے الف لگا دیتے ہیں جیسے دیکھنا سے دیکھا پڑھنا سے پڑھا۔ لیکن دکنی میں پنجابی کی طرح بجائے الف کے یا لگا دیتے ہیں جیسے دیکھیا، پڑھیا وغیرہ۔

۳۔ مؤنث کی صورت میں حرف اضافت کی بھی جمع لاتے تھے 'دل کے فائدے

کیاں بہت تاباں ہیں۔

۴۔ کسی اسم کی جمع بنانے کے لیے 'اں' لگاتے تھے جیسے ہاتھ سے ہاتھاں، بات سے باتاں۔ بھائی سے بھائیاں۔ وغیرہ۔ پنجابی زبان میں اسی طرح ہوتا ہے۔

۵۔ فاعل کے بعد 'نے' کا استعمال بہت بے قاعدہ ہے کبھی لگاتے تھے کبھی نہیں۔ یہ صورت حال میر و سودا کے زمانے تک قائم رہی۔

۶۔ فاعل اگر مؤنث جمع ہے تو فعل بھی جمع لاتے تھے جیسے "اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے کوں اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں۔ اپنے مرد کوں ہر دو جہان میں اپنا دین و ایمان کر جانتیاں ہیں"۔

۷۔ کو کے بجائے 'کوں'، سے کے بجائے 'تے'، 'سوں یا سیتی' کا لفظ مستعمل تھا۔ 'نہیں' مستقبل کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ جیسے 'نہ دیکھیا جاسی' (نہ دیکھا جائے گا) نہ آسی (نہ آئے گا) نکو بمعنی 'نہ' دکن میں اب بھی استعمال ہوتا ہے۔

۸۔ 'کر' کا استعمال مان کر یا سمجھ کر کے معنی میں استعمال ہوتا تھا جیسے "دانا ہمنا رہنما کر جانے گا" (دانا ہم کو رہنما مانے گا یا مان کر جانے گا)۔

۹۔ الفاظ کے آخر میں 'چ' یا 'چہ' اکثر تاکید کے لیے لگا دیتے تھے (یہ مرہٹی زبان کا اثر ہے) جس کے معنی 'ہی' کے ہوتے تھے جیسے 'یونچ'، یا 'یونچہ' بمعنی 'یوں ہی'۔ 'اسیچ' (اسی لیے)۔ یوچہ بمعنی یہی وغیرہ۔

۱۰۔ الفاظ کی تذکیر و تانیث کا کچھ زیادہ خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ مثلاً وجہی نے شراب، خبر، صورت، دنیا کو اکثر جگہ مذکر لکھا ہے۔

۱۱۔ بہت سے عربی الفاظ کے املا کو سادہ کر دیا ہے۔ یعنی جس طرح بولتے تھے اسی طرح لکھا ہے مثلاً نفع کو نفا، وضع کو وضا، منع کو منا، شمع کو شما، معنی کو مانا، معاملہ کو مالمہ وغیرہ۔

۱۲۔ اردو کے جس لفظ میں دو ڈ ہیں یا ایک ڈ اور ٹ ہوتی ہے پہلی ڈ 'د' بولی جاتی تھی (دکن میں اب بھی یہی صورت ہے) جیسے 'دونڈھ'، کے بجائے 'ڈھونڈ'۔ 'ڈانٹ' کے بجائے 'دانٹ'۔ اسی طرح جس لفظ میں دو ڈ یا دو ٹ قریب قریب ہوتی ہیں اُن میں سے پہلی 'ڑ' کو 'ر' اور پہلی 'ٹ' 'ت' ہو جاتی ہے۔ جیسے 'توٹا' کا تلفظ 'توٹا' کیا جائے گا۔

۱۲۔ اردو میں اکثر الفاظ مکرر استعمال ہوتے ہیں جیسے گھر گھر، در در وغیرہ۔ قدیم دکنی اردو میں ان دو کے درمیان یے کا اضافہ کر دیا جاتا تھا۔ جیسے گھرے گھر، درے در وغیرہ۔

انتخاب سب رس

حمد

تمام مُصحف کا معنی الحمدللہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمدللہ کا معنی بسم اللہ
میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ سہج
دیکھ، خاطر لیا اتال، حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃٌ وکثّرھا جُھّال۔
یعنی علم یک نقطہ ہے، جاہلاں اسے بڑھائے، جہالت کو اس حد لگن لیائے۔ ہور
فارسی کے دانش منداں، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں، انوکوں یوں بھایا ہے،
انو میں بھی یوں آیا ہے کہ "اگر در خانہ کس است، یک حرف بس است۔" ہور گوالیر
کے چاتراں، گُنؔ کے گُراں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں، یوں بولے ہیں۔ فرد

پوتی تھی سو کھوئی بھی پنڈت بھیا نہ کوئے
ایکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوئے

قدرت کا دھنی سہی، جو کرتا سو سب وہی۔ خدا بڑا، خدا کی صفت کرے
کوئی کتیک، وحدہٗ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ۔ پروردگار، سنسار کا
سرجنہار۔ جیتی جکوئی قدرت دھرتا ہے، صفت اُس کی اپنے پُرتے کرتا ہے۔
وہ بے حد، اُس کی صفت کو کاں ہے حد، احد صمد، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ۔ بیت

کسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے
ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آوے

جس کی نانوں خدا ہے، وہ سب سوں ملیا ہو رسب سوں جدا ہے۔ کوئی کہوں اُسے
کہے کہ یوں لئے ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمجھ سکتا خدا کی گت، ایک اپے
لاک صفت۔ ہزار اور ایک اُس کا ناوں، اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاوں۔ بیت

جہاں کچھ ہے وہاں سب اہے ظہور اُس کا
ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اُس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر، خدا سکتا۔ جسے جیوں منگتا اُسے ووں رکھتا۔
سات زمین سات آسمان میں اُس کا کھیل، جو کچھ وو کرے سو ہوئے، اس کے حکم کوں
کون سکے ٹھیل۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت

اُس ٹھار پر کسے ہے نظر جو نظر سٹے
گر جبرئیل ہوئے تو یاں بال و پر سٹے

عجب عجب اُس کے کام، اُس کے کام انسان کیا کر سکے فام۔ پیدا کیا زمین
پیدا کیا آسمان۔ سب دانایاں سب دانش منداں حیران۔ کیا ولی کیا نبی، سجدہ کیے
اس ٹھار۔ قادر قدرت کا دھنی، غنی، مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کنے میں ہو جاتا
یاں چرانہ چوں، جیوں عربی میں کتا ہے کن فیکون۔ شعر

دھنی جو دھرتی دھریا، ہور بھی دھرے ہو ہوئے
کسی کے کرنے تے کیا ہوئے خدا کرے سو ہوئے

سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ:

سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، ثانی سکندر، عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تے باخبر۔ صورت میں یوسف تے اگلے، آدم بے ہوش ہوئے پتھر پگلے، حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھولے برد، شجاعت میں رستم گرد، عالی ہمت غازی مرد۔ شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم اور ست کے صاحب، دارا در، فریدوں فر، کلیم بیاں، مسیحا دم، مریخ صولت، زہرا عشرت، خورشید علم۔ صباح کے وقت، بیٹھے تخت۔ یکایک غیب تے کچھ رمز پا کر، دل میں اپنے کچھ لیا کر، وجہی نادر من کوں، دریا دل گوہر سخن کوں، حضور بلائے، پان دیے، بہت مان دیے، ہور فرمائے کہ انسان کے وجود بیچ میں کچھ عشق کا بیان کرنا، اپنا ناؤں عیاں کرنا، کچھ نشان دھرنا، وجہی بہو گنی گُن بھریا، تسلیم کر کر سر پر ہات دھریا، بہت بڑا کام اندیشیا، بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل تے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا، قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمانے پر چینتا، نوی تقطیع بیتیا کہ اُنگے کے آن ہارے ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجیں بارے۔ ہمارے گُن کو دیکھے سو ہمنا دیکھے، گنگا دیکھے سو جمنا دیکھے۔ ہمنا تے بھی آنگے تھے سو آنو کا کچھ بی تمیز کریں، ریاضت ہماری مشقت ہماری چیز کریں۔ عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کو عاشق پہچانتا۔ بیت

کند ہم جنس باہم جنس پرواز   کبوتر باکتوبر، باز با باز

مورک آسودے دیوانے، نیں جلے سو جلے کی بات کیا جانے۔ جیوں تیوں اس

دنیا میں کچھ یادگار اچھے تو خوب ہے۔ یو جھاڑ ہے اِس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے۔ اس دنیا میں رہے گی سو بات ہے، باقی دو دیس کا سو رات ہے۔ جنے کچھ سمجھیا عاقبت لگن، اُنے اپنی جاگا رکھیا اپناگن۔ اس تے نیں رہا گیا کچھ کہا گیا کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پھرے ٹک تملے، ٹک چڑ پھرے، ٹک مستی چھڑے ٹک تر پھرے ہور سمجے کہ اِن عاشق کامل نے کیا بولیا ہے، کس کس جاگا پر کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے۔ ہم گلاب میں آبلوچ گھولیا ہے۔ ہم مانک موتی رولیا ہے۔ داد دیوے، امداد دیڑے، مراد دیوے۔ کسے کچھ سنپڑے، کسے کچھ فیض انپڑے۔ فرد

وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پائے

وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پائے

اپنا چد جو دھرتے ہیں، لوگاں باغ جو کرتے ہیں سو اِسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب پھر بھوگے، ہوس ناک عاشق بیو کے اس باغ میں آوے، محظوظ ہووے آرام پاوے۔ باغ کے صاحب کوں دعا کرے، پھولاں سو گود بھرے۔ رنگ میں ڈباوے آس، اسی تے کچھ لگے باس۔ اُسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب، خدا خوش رسول خوش عالم خوش اِس باب۔ فرد

جنے جو دل کوں لیا ہات کچھ کسی کوں دیا

ہزار کعبے بندھایا ہزار حج بی کیا

در زینتِ سخن و در نام کتاب گوید:

یو قدرت اللہ ہے، یو اسرار اللہ ہے، یو ہاتف اللہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ، یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ۔ اس کتاب کا نام سب رس، سب کوں پڑھنے آوے ہوس، بول بول کوں چڑھے اُمس، یادگار رہو اچھیگا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ بہو تیج لذیذ، عاشقاں کے گلے کا تعویذ۔ یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا راج، ہر بات کا سو سو معراج، اس کا سواد سمجے نا کوئی عاشق باج، اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج، کیا عورت کیا مرد، جس میں کچھ عشق کا درد، اس کتاب کوں سینے پر تے ہلاسی نا، اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا۔ جو کوئی پڑھے گا جنس جنس کا اثر چڑھے گا۔ جو کوئی

اس کتاب کا سمجے گا مانا، کیا حاجت اسے کیف کھانا۔

یو کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب۔ یو رنگ رنگ کے پھول، سُرنگ مقبول، سب کسے بھاتے یو پھول۔ دایم تازے، ہرگز نیں کملاتے۔ ایسے خوش باس کے پھولاں اچھوراکسی باغ میں، نیں کھلے، ایسے پھولاں انھوں کسے نیں ملے، شگفتے دل میں بھرے اساس، کہاں ہے وو پھول جس پھول میں ایسی باس۔ جو کوئی یو کلام سنے گا پڑے گا، ہور فاتحہ نا پڑے گا تو وو۔ بے خبر خام ہے، اُس کی دانش پر اس بات کا لذت حرام ہے، کیا واسطہ کہ یو بات نہیں تمام وحی ہے الہام ہے۔ جیسے خدا کی محبت سوں غرض ہے اُس پر فاتحہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ممات ہے تو اُدھر کی سعادتی کا، وگر حیات ہے تو اُدھر کی سلامتی کا۔

اگر کسی میں سخن شناسی ہور اسرار دانی ہے تو یہ کتاب گنج العرش بحرالمعانی ہے۔ جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا، اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا، جو کچھ آسمان ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ دنیا ہور دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے۔ ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات کوں سلاست نیں دیا۔ ہر یک بشر کا کام نیں، ہر یک بے خبر کا کام نیں۔ اس کتاب کوں وو سمجھے گا جو کوئی صاحب راز ہے، یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ، اگر بڑا ہو کر عالم کوں سمجانے منگتا ہے تو یہ کتاب دیکھ......

جیتے چوساراں، جیتے فہم داراں جیتے گُن کاراں ہوئے سُن آج لگن، کوئی اس جہان میں، ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا۔ اس بات کوں اس نبات کوں یوں کوئی آب حس نیں گھولیا، یوں غیب کا علم نیں کھولیا۔ خضر کے مقام کوں اچھو دیا ہوں۔ بات میں پڑنا۔ میں تو یو بات نیں کیا ہوں، عیسیٰ ہو کو ہاتھ دانش کے باغ میں آیا، بہار ہو کر پھولاں کھلایا۔ اگر کوئی کور ہور جہالت سوں، بد اصالت سوں، رذالت سوں، بات کرے نا سمجھ یو بایا، تو خدا بی اس جاگا حضرت جیسے کوں کہیا ہے کہ کوڑاں ہیں مجہول، نامعقول، مردود، نامقبول سُن یا رسول......

غرض بہوت نادر باتاں بولیا ہوں، دریا ہو کر موتیاں رولیا ہوں۔ موتیاں کی موجاں کا یمن دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں۔ اس دریا میں غوطہ کھائیں گے۔ تو جاگا جاگا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتب عجائب ایک بندر ہے، اگر سورج سنگتا وگر چندر ہے۔ فرہاد ہو کر، دونوں جہانے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اُٹھایا تو اس باٹ آیا۔ . . . . . یو باٹ نہ تھی سو نکلی اتال، تو بی یکایک چلنے کس کا محال، دھونڈتے دھونڈنے دل۔ کر تلویاں میں چھلے آنا ہے تو یو باٹ پانا ہے، نیں تو یو بی کیا کچھ نھنواں کا کھیل ہے، یو بی کیا کچھ کھلونا ہے، ہماری بات میں عجب کچھ اُٹھنا ہے، جنے سنیا اُنے گھائل ہونا ہے، . . . جتے گن کار کرتے ہیں گُن، اس باغ میں۔ تے لیں گے پھول چُن چُن۔ جس کے دماغ میں پھول کی باس جاوے گی تازہ ارواح تن میں آوے گی۔ جکوئی اُچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد۔ یو عجب نظم ہور نثر ہے، جانو بہشت میں کا قصر ہے، سطر سطر پر برستا ہے نور، ہر یک بول ہے یک حور۔ اسے پڑ کر ہن نے حظ اٹھایا، جانو بہشت میں آیا . . . . .

کام بہت خاص کیا ہوں، چلتی عمارت راس کیا ہوں، یو غیب کی بشارت، جسے عمارت کئے سو یو عمارت۔ مٹی پھتر کی عمارت کچھ سدا رہنہاری نیں، دو بے وفا کچھ اُس میں وفاداری نیں۔ دنیا دو دیس کی کوئی نیں کس کا، آخر رہے گا سو بوجھ قدر جاننا اِس کا۔ مال دھن سب خرچا جاوے گا، آخر یو چھ کام آوے گا، آخر نام یوچھ اُچاوے گا۔ تمام بوجھ ہے، کام یوچھ ہے۔ یو خدا کی عنایت، یاں کیا شکایت، خدا بہوت بڑا، بے نہایت۔

آغاز داستان، زبان ہندوستان:

نقل۔ ایک شہر تھا، اُس شہر کا ناوں یونانؔ ہے۔ اُس یونان کے بادشاہ کی ناوں عقل۔ دین و دنیا کا تمام کام اُس تے چلتا۔ اس کے حکم باج ذرا کیں میں ہلنا۔ اس کے فرمائے پر جنو چلے، ہر دو جہاں میں ہوے بھلے۔ دنیا میں خوب کہوائے، چار لوکاں

لہ وجہی کی مطبوعہ سب نسخوں میں ملک کا نام سیستان ملتا ہے جو غالباً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ سیستان کا عقل سے کوئی تعلق نہیں۔ فتاحی کی دستور العشاق اور قصہ حسن و دل میں ملک کا نام یونان ہی ہے۔

ہیں عزت پائے۔ جاں رہے کھڑے وہاں قبول پڑے ..... جدھر ڈھلنا ہے اُدھر عقل کے اُجالے میں چلنا ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا دیوانہ ہوا، اپنا سر اپے پھوڑیا۔ عقل میں جو کا کلوت ملتی تو حرمت میں نقصان ہوتا.... اگر منگتا ہے جو دل کو تازا رکھے، مدنا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل میں کا کلوت کوں نا ملاوے۔ سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک، یو پند ہے اگر تجھ میں کچھ سمج ہے تو سیک۔

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے۔ عقل ہے تو آدمی کہواتے، عقل ہے تو خدا کوں پاتے۔ عقل اچھے تو تمیز کرے، برا ہور بھلا جانے۔ عقل اچھے تو اپس کوں ہور دُسرے کوں پچھانے۔ عقل تے میر، عقل تے پیر۔ عقل تے بادشاہ عقل تے وزیر۔ عقل تے دنیا، عقل تے دولت۔ عقل تے چلتی سلطاناں کی سلطنت۔ عقل تے رہیا ہے یو عالم کھڑیا، جس میں بہوت عقل دو بہت بڑا عقل سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی۔ عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا، کچھ رچھ نہ ہوتا۔

بیت:

عقل کے نور تے سب جگ نے نور پایا ہے
جنے جو علم سیکیا سو عقل تے آیا ہے

کرامت کیتے سو عقل تمام، جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔ عقل تے ہوا سب حلال ہور حرام، عقل تے پکڑیا فرق خاص ہور عام۔ عقل تے رکھے ہر ایک کا نام، نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام، شیشہ جام، پستہ بادام، صیاد دام، صاحب غلام۔ یو کچھ عجب نقل ہے غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔

سو، اُس عقل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں ایک فرزند تھا، کہ اُس کا جوڑا دنیا میں کیں نیں تھا، واصل کامل، عاشق، عاقل، عالم عامل، ناٹھوں اُس کا دل، دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلاوری سب عالم تے اُسے حاصل۔ فرد

کرے نت دل پو نازش عقل جیسا
کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لایق، سب پر فایق۔ بات میں قابل، سب میں فاضل۔ سو

ایک دیس اُس عقل بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشہ اپس کوں بھایا۔ سو اُس دل شاہ زادے کوں، اُس شاہ زادے کوں، اُس مستغنی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں، تن کے ملک کی بادشاہی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا، سرفراز کیا، ممتاز کیا۔ بیت

عقل دل کوں دیا ہے پادشاہی ۔۔ عقل دل کو دیا عالم پناہی

سر چھتر چھایا، تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا، ٹھارے ٹھار، کوچے کوچے، بازارے بازار اپنی دہراہی پھرایا۔ تن دل کا فرماں بردار، جوں نفر خدمت گار

خبر دلیچہ کوں معلوم ہر ایک منزل کا ۔۔ فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا

جدھر جدھر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بی آتا۔ نوے نوے قانون دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لگیا۔ دل جان، دل عاشق، دل کوں شراب کا بہوت دھیان۔ چتر سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تل۔ شراب اسے بہوت بھایا تھا، شراب پینا اُسے آیا تھا۔

بادشاں کوں سعی کرنا واجب ہے عدل و انصاف پر، بادشاہاں کوں شراب پینے کا کیا ڈر۔ بادشاہ کوں عدل انصاف بغیر، ہور کچھ پوچھ بچارنا ہوسی، بادشاہ شراب پیا تو گناہ گار نا ہوسی۔ بادشاہاں کوں خدا نے پیار کر لئی کچھ دیا ہے، دنیا کا سواد بادشاہاں خاطر پیدا کیا ہے۔ بادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے تو پیچھے دنیا میں کیوں رہا جائے۔ . . . بادشاہاں خوشی پر آئے تو خلق کوں بھی خوشی بھلئے۔ . . .

. . . شراب ہرگز غم کو آنے نیں دیتا، شراب خوشی کوں دل میں تے جانے نیں دیتا۔ شراب عشرت کا سنگاتی، جہاں شراب وہاں عشرت آتی، دل کی تاریکی جاتی۔ دل پکڑتا صفا، شراب پیے تو عاشق کوں بہوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے اس گھر میں محنت کیوں رہنے پاوے۔ . . . . شراب مرکب ہے محبت کے باٹ کا، شراب بادی ہے اس گھاٹ کا۔ شراب آرائش بزم بادشاہی، شراب اسرار خلوت خانہ الٰہی۔ عین خوشی میں اسے بسرتا کی، عمل بُرے نکو کر ڈرتا کی۔ . . . آدمی میں جہل نا اچھنا، آدمی میں بُرا فعل نا اچھا۔ صراحی کی گردن پر گنہ کا بھار نہ دھرنا، آدمی بُرا

اچھے تو شراب نے کیا کرنا۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے، توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے۔ یو بول یاں کیوں رہتا ہے، جوں فارسی میں کتا ہے ؎

از شیشہ ہموں بروں برآید کہ درو ست

اگر کسی انسان میں کچھ خام ہے تو دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔۔۔ امنا کیا سو بُرے فعلا پچہ خاطر، اس نا معقولاں کے جھلاپچہ خاطر۔ نیں تو کاملاں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے، عرق اور اس میں کیا فرق ہے۔ دریا ایک بُند تے آلایش نیں پاتا، وے دریا تیرنا کسے آتا۔ جاہل سوں ایک بات عارف بولے گا تو وو بولے گا اِس، شراب بے گناہ۔ کیے خدا بخشے گا بولے تو بس۔ نیں تو اس حلال کوں حرام نا کرتے، عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے۔ افیم حلال ہور شراب حرام، یو کیا عارفاں کا ہے کام مصلحت کچھ ہے اس میں، وو ہیچ سمجے سمج ہے کچھ جس سوں۔ تمام مستی کوں حرام کیے ہیں۔ یوں کہے تو اَن مستی ہے، زور کیے تو تن مستی ہے، عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے، خدا کچھ دیا تو دھن مستی ہے۔ شراب کی مستی کوں کیے منا، اس مستیاں کو کیا کنا، یوں نہ زید بولیا ہے نہ عُمر، حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ سُکرالحکومۃ افضل مِنْ سُکر الخمر۔ یعنی حکومت کی مستی شراب کی مستی تے زیاست ہے۔ یو بڑیاں کا قول ہے الحق راستنہ ہے۔۔۔۔ ناپاکاں کنے شراب جاتا تو ناپاک ہوتا ہے، پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے۔ شراب بہوت بری بست۔ پھتر پر کوئی سٹے گا تو پھتر ہووے گا مست۔ بچھاک ہونا تو یو آگ پینا، اس کام کوں پولاد کا ہونا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نیں کر سکتے منا شراب کوں بُرا کیا خاطر کنا۔ مرد ہونا جو اسے ہضم کرے، اس سوں بزم کرے۔ جو کوئی پاک پورا ہونا، اُسے یو چہ شراب شراباً طہورا ہونا۔۔۔ جکوئی اس شراب کا بھید نیں پایا سو اُس شراب کوں کیا پچھانے۔ شراب کوں آپے پینا، نہ یوں اچھنا کہ شراب اپس کوں پیے۔ جو شراب اُسے پیا خراب کیا تو یوں کیوں جیوے۔ گھانس آگ کھانے جائے تو جلنا، مچھلی خشکی پر پڑے تو تلملنا۔۔۔ تارا چاند سوں ہم بھرے گا؟ دیو آفتاب کے سنمکھ آئے گا؟ شرار شعلے پر منہ بھائے گا؟ شراب پر ہر کوئی ہم نہیں بھاتا، شراب پینا سب کسے نیں آتا شراب حسن کا زرینا ہے، میخانہ عشق کا مدینہ ہے۔ عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سُننا

شراب پیناہے۔

القصہ ایک رات دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، کمانچ، طنبور، قانون، عود منگاکر، مطربان خوش سرود بلاکر، دف، دائرہ، چنگ، رباب سوں، دو چار پیالے شراب کے پیا تھا۔ ارکان دولت، ندیم شاعر، قصہ خاں، شہنامہ خاں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر تھے، مجلس کیا تھا۔

جس کا راگ اسم ہے، وو عشق کا جسم ہے، اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں سبحان ہے۔۔۔۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کو یوں لگتا جوں تیر۔ بہتے پانی کو کھڑا کرے، اُڑتے جناور کو پاڑے۔ دانے کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر، پچھاڑے۔ راگ ہو بیچ میں عاشق زار زار روتا، بے اختیار روتا، ہاکاں مار مار روتا، پکار پکار روتا۔ سینہ پھوڑ دل کوں آگ لگتا، دلے سنتے سنتے جیو نیں بھگتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت

سرود چیست کہ چندیں فنون در دست

سرود محرم عشق است و عشق محرم اوست

بارے، اُس وقت یکایک عین مستی میں، بادہ پرستی میں، فراخ دستی میں، اس کمال ہستی میں ایک قدیم ندیم بہوت لطافت سوں، بہوت فصاحت سوں، بہوت بلاغت سوں بات کا سر رشتہ کاڑ کر ایک تازے آب حیات کا قصہ پڑیا۔ ولے پڑتے وقت اس قصے کی مستی چڑی، سو آپے بھی ٹک گر پڑیا۔ دل کھویا، بات سنا تھا سو بولیا کہ جکوئی یو تازہ آب حیات پیوے گا، دُسرا خضر ہوے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔۔۔۔ اس آب حیات کی بات کا اثر بہوت دھات سوں دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے سر چڑیا، دل بادشاہ اس آب حیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا، بیتاب ہو پڑیا، کام ایسا کھڑیا۔ بیت

ناؤں سنتیچ دل ہوا بے تاب باس آنیچ میں چڑیا یو شراب

دل بہوتیچ طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا بات سنتے اس حال کوں اپڑیا، عاشق تھا بچارا بیگیچ سنپڑیا، اس فکر تے گھٹیا، بادشاہی کا سکہ سٹیا۔ عاشق تھا تمام، آخر

اس حد لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آب حیات کا......

القصہ، دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بہوت بے دل ہوا، دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران، گھر گھر لوکاں پریشان۔ جیتے جتنا دوڑے سرگرداں ہو کر سب سر پھوڑے۔ پیشوا، دبیر، امیر، خان، وزیر، کوئی کر نیں سکے اس کی تدبیر۔ بیت

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم   تل منے ملک سب ہوئے برہم

ویسے میں دل بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں خصوص ایک جاسوس تھا۔ اس کا ناوں نظر، سب ٹھاوں اس کا گزر۔ سب جاگا کی معلوم اسے خبر۔ صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت۔ عقل بہوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے۔ کوئی نہ جا سکے وہاں جاوے۔ کوئی خبر نیں پاتا سو خبر لیاوے۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے، ہر روز ہزار ہزار اباشاں لیوے۔ بیت

گھر دھنی دوچہ جس کوں گھر ہے خوب   دوچہ صاحب جسے نفر ہے خوب

سو وو نظر جاسوس دل بادشاہ، عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے حضور آکر، سرا کر، تعظیم کر، تسلیم کر، بہت ادب سوں ایک سبب سوں بولیا، بات کا مایا سب کھولیا کہ اے دل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، دل کوں رکھ گھٹ، تقوا نکو سٹ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کی کرتا ہے۔ بیت

بھائی ہے اسے نظر نہ کیہا جائے   آپڑے پر جکوئی نفر کام آئے

جیتاں کوں تو گنتا، اس کام پر کوئی نیں دھنتا۔ اس کام پر اتال ہیں راضی، دیکھ میری جاں بازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کو میں جاوں گا، جدھر تدھر ڈھونڈ کر توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاوں گا۔ بیت

کھینچا ہے دل کوں عشق نے، اب دل کوں کچھ چارا نہیں

عاشق کوں کوئی کیتا رکھے، کس تے رہنہارا نہیں

توں منگتا سو آب حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی، اگر یو آب حیات دنیا میں نا اچھتا تو نا دیتا کوئی تجھے یو بدھائی۔ ندیم یو پڑتے وقت نیں کیا خام، کہ یہاں یو کچھ ہے دام، ولے آخر ہو نہارا ہے یو کام۔

بادشاں کا دل جگا جوت ہے سب ٹھار جیوتا ہے، بادشاہاں کے دل پر کچھ گذرتا ہے سو ہوتا ہے۔ بادشاہاں کا دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیانا توبہ استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دینا دلاتا۔ باطن میں تو خداچ آیا کتے، ظاہر خدا کا سایا کتے۔ جاں بادشاہ کا دل جا سکتا ہے، واں تے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے، دوسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے انگے کیا دے گا۔ ایک بول کتاب کے انگے کیا دے گا۔ جیتا کوئی دوڑے جدھر، دریا میں قطرہ کدھر۔ یو مرتبہ پایا ہے جو خدا کے خلیفہ کہوائے۔ جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سوں خدا کو سمجھیا۔ ... ظاہر خلیفاچ کتا ہے باطن میں جو کچھ ہے سو بات کنا منا ہے، چپ رہنا ہے۔ یو بادشاہاں بہوت بڑے ہیں، بہوت بڑی جاگا کھڑے ہیں، ...

بارے اول بادشاہ، عالم پناہ نظر تے نقوے کی یو بات سنیا، امید۔ کے بن میں تے گود بھر بھر پھول چنیا۔ فرد

من کے چمن میں باد آ کھل کے ہے غنچہ آس کا

ڈالیچہ پر کھل ہنس پڑیا امید اب ہے باس کا

خوش ہوا، جیوں نیں رہیا، نظر جاسوس کوں شاباش کہیا۔ گلے لایا، بہت منت کیا۔ خدا کے درگاہ امید وا ہو کر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبر لے کر بیگ آ کر یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے، مخلصی ہور خدمت گاری کا وقت ہے، دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے۔ تاخیر نکو کر، اس کام کوں تقصیر نکو کر، اس کام پر جد دھرے گا تو خدا بی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آئیں گی بر میں، دایم خوشی اچھے گی تیرے گھر میں۔ مبارک ہے جاگے تیرے نصیب کر نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیب۔ بیت

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھے تو خوب ہے   صاحب سوں اپنے یک جہت یکدل اچھے تو خوب ہے

جاسوس نظر دل بادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہوا، اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں باد کیں او ٹھا کیں گر یا، جاگا جاگا ڈھونڈیا عالم سب پھریا۔ جس وقت جس ٹھار گیا جب. تماشے دیکھیا عجب عجب۔ بیت

سفر کی کیا ہے خبر جو لگن وو گھر میں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر میں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے جوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد

صد تجربہ شد حاصل در راہ بہ ہر گا ہے　　بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

چت اُس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا۔ اس شہر کی عمار تاں جیسیاں کسی شہر میں کوئی آج لگن نیں بندھایا۔ کہ اس شہر کے آس پاس، تمام پھلواری تمام پھولاں کی پاس۔ لوکاں سب واں کے ادب دار، تمیز دار، نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت، نیک کردار۔ پردیسی کوں آئے گئے کوں بہوت کرتے پیار۔ فرد

دنیا دغا باز ہے بہوت اوباش ہور حیلیاں بھری
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر وہاں کے لوکاں تے لیا خبر کہ یو ٹھاوں کیا ہے، اس شہر کا ناوں کیا ہے۔ وہاں کے لوکاں ہوئے یک تو ے، سب بولے کہ اس شہر کا ناوں عافیت ہور اس شہر کے بادشاہ کا ناوں ناموس۔ نظر اپنے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس کہ آخر یو کام کیوں ہوئے گا، اس کام کا سو انجام کیوں ہوئے گا۔ بیت

خدا مدد ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کو اپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

میں تو جوں توں وہاں تے یاں لگ زمین چکلیا، منم کر نکلیا، بہوت ہم کر نکلیا۔ آتال خدا شرم رکھے، خدا یونیم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر، ھلک ایک رہ کر، عقل سوں اپنے دل میں کچھ لیایا، دل کوں سمجھایا، وہاں کے بڑے لوکاں کو ملانے بھایا۔ ناموس بادشاہ عالم پناہ سوں جاکر، اپنے کام خاطر بہوت بلبلیا۔ ناموس بادشاہ اُسے دیکھ کر، اس کی ادا دیکھ کر، اس کی روش دیکھ کر بہوت خوش ہوا، ہنسیا، ہلا، غنچہ تھا سو خوشی

سوں جوں پھول کھلیا۔ ۔ ۔ دور تھا سو اُسے اپنے نزدیک بلایا، پوچھیا کہ توں کون ہے، تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تے آیا۔

جکوئی کس کنے آوے غرض عرض کرے

وہی بھلا جو غرض دو اپس پو فرض کرے۔ ۔ ۔ ۔

بارے، ناموس بادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا، اُس تازے آب حیات کی بات کاڑیا۔ ناموس بولیا کر اس تازے آب حیات کا قصہ ایک تاویل دھرتا ہے، ایک تمثیل دھرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یو بڑا ایک پکھنا ہے، یہاں اندیشہ کر دیکھنا ہے۔ آب حیات کتے سو وو آب حیات مرد کے موں کا پانی، جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی خاطر لوکاں مرتے، کیا کیا مشقت جو نیں سو کرتے۔ ۔ ۔ جوں حافظ طبیعت کا تماشا، یو کتا

سکندر را نمی بخشند آبے بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی میں ہے ظلمات میں نیں، یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نیں۔ یو پانی ہووے تو حیات خوب، یو پانی ہووے تو سب بات خوب۔ یو پانی کے مانے، پانی رکھیا سو جانے۔ جیو اس تے پانا یو چہ پرانی ہے، دنیا میں جکچھ ہے سو یو چہ پانی ہے۔

دین و دنیا کی خوبی بھی نیم اور دھرم ہے

ایمان کی نشانی سو مرد کوں شرم ہے

کر کہتے ہیں الحیاء من الایمان، حضرت کا حدیث ہے تحقیق جان۔ اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے تو حیا میں یو آب حیات ہے۔ میں بولیا نشان، اتال توں بھی پچھان۔ کھول کہیا اس بات کے چھپے مانے، اتال اس پانی سوں تجے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے ناموس بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، توں مرد ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے۔ نیم دھرم تجھ کنے رہتا ہے توں جکچھ کتا سو سچ کتا ہے۔ مجھے تیری بات کرے شہ مات، سونے کے پانی سوں لکھو رکھنا یو تیری بات،

آدمی نیں وو جس منے کچھ نام و ننگ نیں آدمی نیں وو جس منے آدمی کے ڈھنگ نیں

ولے مدعا میرا کچھ اور ہے۔ میرے مدعے میں ہنوز شر و شور ہے۔ وو آب حیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پچھانے، کاں اچھے گا سو خدا جانے۔ نظر ناموس بادشاہ کوں عالم پناہ کوں سلام کر، کچھ کلام کر چلیا، نشان اُس آب حیات کا کیں نیں پایا کر بہوت تلملیا۔ کام تاخیر ہوا، دلگیر ہوا۔ بھی یاد کر اُس دل کی یاری، خدا سوں لگایا امیدواری۔ چلتے جاتے، تملاتے تملاتے، جیفی کھاتے کھاتے، باٹ میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم نشان، دُسرا آسمان۔ ہر یک کھورے میں اُس کے چاند سورج کا مکان۔ ہر یک جھاڑ کی بیل اُس پر جوں کہکشان۔ خیال کا ہاتھ اُس پر نیں اپڑتا، خیال چڑچڑ گر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر نیں جاتی، کچواتی، بھی پھر پھر آتی۔ جیو نیں رہیا، اُس ڈونگر کے نزدیک گیا۔ وہاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اِس جاگا کوں کیا کہتے ہیں، یہاں کون رہتے ہیں۔

خدا کریم ہے سب کوں مکر میں تے کاڑے
کسی کے مکر کے پھاندے کسی کوں نا پاڑے

انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانا، مشکل ہے اس ڈونگر پر یکایک جانا۔ اس ڈونگر پر ایک کہنا بڈھا اچھتا ہے رات دیس، اس سے پرسن ہوا ہے پرسیں۔ اس کا ناوں زرق، مکر ہور اُس میں کچھ نیں فرق۔ نظر کوں بہوت تھی طلب کی آس، باؤ ہو کر ڈونگر پر چڑیا گیا زرق کے پاس۔ اِنے کہیا اے پیر سلام، صاحب تدبیر سلام، اُنے کہیا اے جواں علیک سلام، علیک سلام۔ یو بے غرض اُسے غرض تمام، خدا کرے تو ہوئے یو کام،

یو کاں کا دو کاں کا یو دونو ہوا ہی
تماشا عجب ہے نوی آشنائی

زرق کہیا کہ یہاں توں کیا آیا، کون تجھے یاں لیایا، کون تجھے یو باٹ دکھلایا۔ یہاں کیا ہے تیرا کام، حیران ہوں میں نیں ہوتا فام۔ نظر اپنے دل کی گانٹھ کھولیا، اُس تازے آب حیات کا قصہ بولیا۔ زرق کہیا آب حیات کا چشمہ کتے سو نہ کس باغ میں ہے نہ کس گشت میں ہے، وو ایک چشمہ تو کتا سو بہشت میں ہے۔ توں اُس چشمے کوں ڈھونڈتا دنیا میانے، اُس کا نشان کوئی کیا سمجے کیا جانے... غرض اگر تجھے ہونا چہ ہے یو پانی تو عاشق کے انجھواں میں ہے اُس پانی کی نشانی۔ عاشق کے انکھی کا

پانی کیا ہے عشق کی نحوے، اس پانی تے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہووے۔ مسیحا کا دم اِس پانی تے فیض پایا، مسیحا اس پانی تے موے کو جلایا۔ پانی کے ہر قطرے میں لاکھ فیضان ہیں اگر کوئی پچھانے، یو چہ پانی آب حیات ہے اگر کوئی جانے۔ فرد

جو اپنے رونے تے محظوظ ہیں دردمند لے سو ہنسی تے نیں پاتے ہیں حظ یوں محبوباں .....

مجھے معلوم تھا سو کیا عرض، اتال توں جانے تیرا فرض۔

نظر ہنس کر زرق کوں، حیلے کے برق کوں بولیا ہو توں بی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے، ولے یو مانا پانا ہے۔ . . . شاباش انجھواں کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کے انکھیاں کے آنسو ایسیچ ہیں، جوں توں کتا و یسیچ ہیں۔ جس انکھیاں کو دیدار کی لگی حیرانی، اس انکھیاں کا کیوں نہ ہووے ایسا پانی . . . . یو پانی اگر قہر میں آوے، دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان، اس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بہوت ادب دھرنا، اس پانی سوں بے ادبی نا کرنا۔ یو پانی اگر مہر کی موج اُچاوے، تل میں عالم کوں گلستاں کر دکھلاوے۔ پھول کوں پھلواڑی کرے، بارٹ کوں باڑی کرے۔ بات کوں جھاڑ کرے کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرّے کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے، گدا کوں بادشاہ کرے، ستارے کوں ماہ کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا، تیری بات تے میں بہوت حظ کیا۔ عجب فہم دھرنا ہے، شاباش بہوت سمج سوں بات کرتا ہے . . . ولے میرا مدعا کچھ جدا ہے، کس آتے کیا ہوے گا اتال خدا ہے۔

یہ کہہ کر وہاں تے اُٹھیا، اُس کی خدمت کے بندیں تے چھٹیا۔ اس کام پر یوں بھی قضا، جاتا ہوں کر منگیا رضا۔ اس فکر تے چلیا، بہوت تلملیا، بھی اپنے کام کوں باوڑ ہو کر جنگلے جنگل چلیا۔ اُس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کوٹ نظر آیا، آسمان پر پڑیا تھا اس کا سایا۔ سات زمین اُس کوٹ کے ایک طرف کا پایا۔ ہر یک کنگورا اُس کا عرش کا ہمسایہ ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی بادشاہ نیں بندھایا، جانو اپے کچھ قدرت تے مستعد ہو آیا۔

عجب کوٹ اوٹ ہے کیتا بکھانوں   کہ حلقہ اژدہا ماریا ہے جانوں

اُس کوٹ کنے آ کر، وہاں کے لوکاں کی روش پا کر پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے، اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے۔ اس کوٹ کے بادشاہ کی کیسی ہے عدالت۔ وہاں کے لوکاں بولے کہ اِس کوٹ کا ناؤں ہدایت اور اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں

ہمت ۔ فرد

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوئے ہدایت سوں
نظر نے لئی جفا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں

نظر بولیا کر شکر الحمد للہ ایتا دکھ دیکھے سو دھن، بارے اپڑے ہمت لگن ۔ اتال خدا ہمت دیوے، خدا فرصت دیوے، ہمت تے کچھ ہمت پاویں، مراد اپنی برلیاویں۔ ہمت تے نیست ہوتا ہست، دنیا میں ہمت بڑی بست ۔ عقل ہمت تے پکڑتی بلندی، ہمت کے سر ہے تمام ارجمندی۔ ہمت کا ڑی کوں ہوئے تو پہاڑ کوں زیر کرے، قطرے کوں ہمت ہوئے تو دریا سوں دعوا دھرے۔ ہمت تے ٹھنا بڑا ہوتا، ہمت تے پڑیا سو کھڑا ہوتا۔ ماں ہمت، باپ ہمت، پیر ہمت، مرشد ہمت، جکچھ ہے سو ہمت ہمت۔ جس مرد میں کچھ ہمت ہے اُس مرد پر رحمت رحمت، ہزار رحمت ۔

بیت

وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہمدست ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے

ہمت مرداں کا سنگھار، ہمت صاحب درداں کا آدھار، ہمت سوں راضی آپی پروردگار۔ ہمت مرداں کی سنگھاتی، ہمت کوں خدا منگتا، ہمت خدا کی بھاتی، غرض مرد کوں ہمت مطلوب ہے، بہو نپٹ خوب ہے۔

القصہ، جاسوس نظر، ہمت بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے، عظمت پاوے، نامرادی جاوے مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے۔ . . . نظر کا خاطر وہاں ٹک جمیا، چندروز ہمت کی خدمت میں گمیا۔ گتے گتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا، اپنے سب واقعات کہیا۔ ہمت سُن ہنسیا، ہنس کر بھی رویا، انجھواں سوں موں دھویا، لہو کوں پانی میں گھولیا، ہور بولیا۔ اس تازے آب حیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے۔ یو آب حیات تو ہے، یو شہد یونبات تو ہے ولے . . . . یو بات بہوت تند اور تیز، ناز آمیز، خونی، خوں ریز۔ اس بات تے پرہیز حذر کر، اے نظر خوب نظر کر، اس بات تے درگذر کر، بلکہ دُسریاں کوں بھی خبر کر۔ بہت لوکاں اس باٹ میں

اگر جیواں گنوائے ہیں، ایمان برباد لیلئے ہیں۔۔۔ توں بی یو بات سنتے کچھ کا کچھ ہوئے گا، دیوانہ ہوئے گا، ہیچ ہوئے گا۔ بے تاب ہوئے گا، بے آرام ہوئے گا، چسپ عالم میں بدنام ہوئے گا۔ بیت

شراب پیے تو بھی کوئی نہیں ہوتا ماتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے اثر آتا

تجھ میں نارہ سی تیری سد بچھیں کاں کی عقل کاں کی بد۔ ٹٹے دل کوں جوڑ، اس بات کا دنبالا چھوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سو اس ٹھار میرا یو احوال، آتال دسریاں کی بات کیا کہوں دسریاں کا کیا حال۔

نظر یو خبر سن بہوت گھابرا ہوا، چپ چت کا برا ہوا۔ معاملہ کچھ کا کچھ کھڑپا، اندیشے میں پڑیا۔۔۔ کر دل کے دل میں میری ہے آس، میں بھی اپڑیا ہوں ہمت پاس۔ بارے یاں لگ آیا ہوں، مقصود کوں جگایا ہوں۔ کام ہوناچ بھلا، کم ہمتی کا خطر سوتاچ بھلا۔ دسریاں کا قصہ سناؤں گا، دل کوں بی ہمت پر لیاوں گا۔ دل ہے آخر یو کام کچھ کرے گا، بالذات مردانہ ہے مردانگی پر دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا۔

ایسا کچھ اندیشہ اندیش کر، قدم کچھ پیش کر، ہمت کوں بولیا کہ تو بادشاہ توں ہمت، توں فتح توں نصرت، توں صاحب ملک، توں صاحب مملکت، توں صاحب دین، توں صاحب دولت، توں ہمت، مجھے مرے کام کوں ہمت دے، ہمت کی کچھ مت دے۔ ہمت نے ہمت خوب ہے، ہمت مطلوب ہے۔ تیرا جیو نیں رہیا، توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کہیا۔ نیں تو تو ہمت تجے یو بات کدھر، تجے اس بات پر کاں نظر۔ توں سعادت مند، توں ہمت، ہمت بلند۔۔۔ جو لگ خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم، ہمت دایم۔۔۔ توں ہمت، توں صاحب شوکت۔ بارے ہمنا کچھ فیض اپڑے، تیری دولت مقصود دسنپڑے۔ دل کوں کھول، وو آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول۔ کیتا تپاوے گا، صبوری کرتے جیو جاوے گا۔

ہمت نظر کوں بہت کسیا، بیٹ پکڑ پکڑ ہنسیا۔ کہا شاباش، تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے، توں بہوت ثابت قدم ہے۔ جس کا نفر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیسا اچھے گا۔ فرد

نفر جسے کتے دنیا میں وو نفر کاں ہے
نفر بیچ کہواتے کسے نجر کاں ہے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کرے، اپنا کام کرے۔ نفر وو جو اپنے کام تے صاحب کا کام اگلا جانے۔ نفر وو جو صاحب نیں کیے لگ صاحب کا خیال پچھانے۔ نفر کوں بہوت عقل کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا۔ جاں ایسا صاحب ایسا نفر، واں کام فتح وظفر، اتال کیا ہے ڈر۔

القصہ، ہمت نے نظر کوں، اُس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جاکر، اپنے نزدیک بلاکر، سمجایا، مقصود اُس کا پایا۔ کہیا خوب توں مرد بسد ہے، ہور اس کام پر بہوتیچ بجد ہے تو قصہ کتا ہوں سُن کہ اپڑے اُس آب حیات کے چشمے لگن۔ کہ مشرق ولایت میں، بنے نہار میں، ایک بادشاہ ہے، ظل اللہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے۔ عشق اس کا ناؤں، ہر دل میں اس کا ٹھاؤں۔ . . . بیت

وو شاہ عشق ہے جو سب جہان اُس کا ہے
ستارے، چاند سُرج آسمان اُس کا ہے

اُس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں ایک بیٹی ہے بہت مقبول، بہوت خوش اصول، بہت معقول۔ بہوت خوش رنگ، بہوت خوش ڈھنگ۔ نور میں سمور نیں اس کے سسم، نازک نرم جوں پھول جوں ابریشم . . . ناؤں اس کا حُسن، کتے بولوں اُس کے گُن۔ القصہ کوہ قاف کے اُدھر ایک شہر ہے اُس شہر میں ایک باغ ہے کہ بہشت اُس باغ کے رشک تے داغ ہے، جس کے پھول دیکھتے جیو آوے، اُس باغ کو بہشت سوں کیوں تشبیہ دیا جاوے۔ صحن اس کا موتیاں سوں بھریا جوں تاریاں سوں گگن، بہشت اُس کے ایک باغ کے کونے کا چمن۔ ملایک آرزو دھرتے ہیں اُس باغ میں آنے، حوراں ترستیاں ہیں اُس باغ کے پھول کا طرہ لانے۔ بیت

بلبل ہو کر نالے بھرے چمنے چمن سیراب ہو
پھولاں کے خاطر جا پڑے کانٹیاں اُپر بے تاب ہو . . .

جس دل رُبا شہر میں یو دلارام باغ ہے، اُس دل رُبا شہر کا ناؤں دیدار، اُس دلارام باغ کا لقب رُخسار۔ اس باغ میں ایک چشما ہے اس چشمے کا ناؤں دہن، بہوتیچ

میٹھا جوں نبات، اُس چشمے میں ہے توں منگتا سو آب حیات۔ اس چشمے پر جاوے گا تو دو آب حیات پاوے گا۔ ...

ہمت یو بات کہیا، گم ہو رہا، نظر سُنیا بے سُد ہوا، سر دُھنیا۔ دونوں ہوے بے ہوش، دونوں کیے اپس کوں فراموش۔ نہ یو دیکھتا اُس کے اُدھر، نہ اُس کی اس کوں خبر، دونوں مست دونوں بے سُد ہو پڑے۔ بارے کِتے وقت کوں دونوں ہشیار ہوے، دونوں اُٹھ کھڑے۔ دونوں حیران،، دونوں پریشان۔ ایکس کا ایک دیکھے موں، کہے عجب تھا یوجنوں۔ نظر دل پر فکر کی کسوت بُنیا، ایسا تماشا نہ کوئی دیکھیا نہ کوئی سُنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہیا میں کہیا سو آنگے آیا، بارے الحمد للہ جوں توں توں اپنے مقصود پایا۔

سب کسی کوں خدا مراد دیوے　　اُس کے محنت کی اس کوں داد دیوے

اتال تجھے میں کیا کہوں، نہ کہوں تو چُپ بی کیوں رہوں۔ توں تو بہوت دانا بہوت عاقل ہے وَلے ہشیار، دل رُبا شہر دیدار کوں اپڑنا بہوت مشکل ہے۔ باٹ میں جنس جنس کی محنت حائل ہے، اس دریا میں کیں غرقاب کیں ساحل ہے۔ کیا واسطہ، انگے ایک شہر ہے اُس شہر کا ناؤں سگ سار، توبہ استغفار۔ دل کوں واں بہوت اکراہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایک دیو ہے، بادشاہ، روسیاہ، گمراہ، بدکار، اس کا ناؤں رقیب، نابرخوردار، دل آزار، پالشت مردار، ہیچ کارا، بے بہرا... وَلے عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے ہاتھ میں ہے اُس کا اختیار عشق بادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ہے درکار۔ بادشاہاں نیں اچھتے پُر کم، بادشاہاں کنے جنس جنس کا اچھتا آدم۔ عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جکچھ عشق بادشاہ فرمائے سو رقیب کرے۔ دل ربا شہر دیدار کا نگہبان، اغیار کوں واں نیں دیتا آن۔ ہرگز کس تے نیں ڈرتا، جکوئی آتا اُسے منا کرتا... جکوئی آتا اُس سوں جھگڑتا، کُتا ہو کر لڑ پڑتا۔ جاں ایسا آدمی اچھے تت، کُتا رکھنے کی وہاں کیا حاجت۔ نہ بھلے تے ڈرے گا نہ بُرے تے ڈرے گا، ایک رقیب ہزار کُتے کا کام کرے گا۔

توں اگر اس شہر سگ سار تے، اس بے اعتبار ٹھار تے خلاصی پاوے گا، ہو خدا لے جاوے گا تو دل ربا شہر دیدار میں جاوے گا۔ یاد اچھو وہاں میرا ایک

بھائی ہے، ایک مائی جائی ہے۔ قامت اُس کا نام، استقامت اُس کا کام، دل رُبا شہر دیدآر میں اُس کا مقام۔ قبول صورت، مدن مورت، بلند بالا، بہو تیج آلا۔ دل کوں لگے، جیو کوں ٹھگے، سُد چھنے، بُد چھنے۔ فراق کو سُلگا وے، اشتیاق کوں انگے لاوے۔ بے تابی کو پالے، آرام کوں جالے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے۔ صبوری کوں لوٹ لیوے، اضطراب کوں توت دیوے۔ بیت

یو دنیا میں حُسن نیں یک بلا ہے　　　کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے

قامت نیں وو ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیافت ہے۔ اُس قامت کوں اُس قیامت کوں تیری سفارش خاطر ایک کتابت لکھ دیتا ہوں، تیرے قصے کی حکایت لکھ دیتا ہوں۔ میرا ناؤں لے، یو کتابت اُس کے ہاتھ دے۔ البتہ تجھ سوں کچھ محبّت دھرے گا، مروت کرے گا، تجے کام آئے گا، وہاں کی روش سمجائے گا۔۔۔ جس وقت تو وہاں تے بھی قدم انگے رکھے گا اے یار، تجھ پر لئی لئی قصے گھڑیں گے اُس ٹھار۔ فرد

نفا ہے یو نچہ جفا بھی اُسے سفر میانے
خدا کسے نہ لے جاوے بُرے شہر میانے

القصہ، جوں ہمت نے نظر کوں، اُس پُر ہنر کوں، اُس چنچل نظر کوں، اُس آب حیات کا نشان دیا، خاطر نشان کیا، نظر ہمت کنے رضا منگ کر، امنگ کر، بہوت محبّت سوں، بہت مروت سوں، چکور ہو کر، شرم حضور ہو کر، بھی مشرق کے ملک کے اُدھر رُخ کیا، توکل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ نظر کو پکڑیا اجاٹ، یہی اپے اور اپنی باٹ۔ دیساں چلتے چلتے، تلملتے تلملتے، اپنے دل کوں تقوا دیا، سمجایا۔ ایک دیس اُس بیت المال، اُس شہر سگ سار میں، اُس پلشٹ ٹھار میں، باٹ و ہیچ بھی لاعلاج ہو آیا۔ رقیب بادشاہ کے لوکاں، اس روسیاہ کے لوکاں دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا آیا ہے۔ پالتی ہے جاسوس ہے، بھیدی ہے آیا اس شہر کا کیا مایا ہے۔

بیت،

پرائے شہر میں ہرگز خدا کسے نہ لے جائے
اگر ہزار بھلا ہے بی، اس کوں کون پتیاوے

دل میں یوں سب جانے، اُس کا مایا پانے، پکڑ کر، جکڑ کر رقیب بادشاہ روسیاہ بدکردار کنے کتے جنے مل کر لیائے، احوال اس کا سب سمجھائے۔ رقیب نے روسیاہ نے بے نصیب نے بولیا تو کاں کا ہے اس جاگا تو کیوں آیا۔ اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا سمجیا کہ یو طرفہ وقت ہے، کام بہوت سخت ہے۔ یہاں عقل نا بسرنا، اندیش کر کچھ کام کرنا۔ بیت

عقل اچھنا وقت اوپر خدا کا کچھ کرم ہونا

اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا

رقیب روسیاہ کوں، اُس گمراہ کوں، خواہی نخواہی، وقت میں قصور تھا۔ سلام کر، کچھ کلام کر، چُپ نیں رہیا، کہا کہ میں حکیم ہوں، بہوت معتبر ہوں، سب حکمت تے باخبر ہوں، سر تے پاؤں لگ علم ہوں ہنر ہوں۔ بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے میرا افلاطون، ارسطو، بوعلی ہور لقمان۔ . . . نیں جانتا ہوں خدا کا بھایا، جو مجھے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا، تو ماٹی کوں سُنا کروں گا۔ اگر کسی کوں سُنا بھاتا ہے تو مجھے راس کرنے آتا ہے۔ بغیر ٹیٹ بغیر آس، پیتل کوں کر دکھلاؤں گا سُنے تے خاص۔ رقیب بے نصیب، بے روش، بے ترتیب سُنے کا طالب تھا، اشتیاق بہوت غالب تھا۔ بولیا کہ الحمد للہ یو توں نیں آیا ہے، الحق کہ یہاں تجے خدا لیایا ہے۔ حکمت کے علم میں نادر ایسا، بہوت دیسا تچھیں مجھے ملیا تجھ جیسا۔ بیت

خدا سنبھالے بُری ہے طمع کی دشواری

جہاں بہوت طمع، بہوت ہے وہاں خواری

بہوت طمع تے بہوت ہے زیان، بہوت طمع تے عزت کوں نقصان، بہوت طمع تے رہتا نیں مان۔ بہوت طمع تے آدمی دین گنواتا، بہوت طمع تے آدمی کا ایمان جاتا۔ طمع تے آدم کوں بہشت میں تے کاڑے، طمع تے آدم پر یو بلا پاڑے۔ جس کے بڑیاں پر طمع تے یوں لیائے خواری، اُنو کے فرزنداں سو کیا کرے گی وفاداری طمع کا آدمی سر نیں اُچاتا، جاں جاتا وہاں سر نواتا۔ جس کے سر پر طمع کا بھار، اس کا سر دایم نگار . . . طمع تے بڑائی جاتی، طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی۔ تھنا کام کیا قبول،

بڑائی کاں تے آئے گی دھول۔ بے طمعی تے خدا کا وصال، بے طمعی تے ہوتا صاحب حال۔ سوا دیں رہتا جہاں طمع آتی، بے طمعی سب کسے بھاتی۔ زیاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی نہ خدا کوں بھاوے، خدا پاس بھی آپنا نا منگنا جو خدا بی واز آوے۔ بیت

طمع داری بُری ہے اے عزیزاں نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

بارے رقیب بے نصیب کا طمع تے سینا گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور سوں میں تے یوں نکلیا کہ تیری باتاں سُن میں رہا ہوں آس کر، اتال جوں توں کہا تیوں سُنا راس کر۔ بیت

سُنے کا چٹ بُرا ہے آدمی کوں کہ غم کرتا اہے سب بے غمی کوں

نظر جواب دیا کہ اس سُنے کی ترکیب کوں کچھ کچھ داروان کا موپ درکار ہے، معدن اس داروان کا دل رُبا شہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے۔ رقیب بدبخت بے نصیب بولیا اگر سُنا راس کرنا میسر ہے، تحقیق اکسیر ہے تو بہتر ہے۔ دل رُبا شہر دیدار ہور گلشن رخسار بھی نزدیک تر ہے۔ خدا قادر ہے جو کچھ تو منگتا سو سب حاضر ہے۔ ہمیں یتیں مل کر جائیں جو کچھ مستعدی ہونا شہر دیدار تے لیائیں۔ اُنے بی کہا خوب، اِنے بی کہا بہوت خوب، مطلب پر آیا مطلوب۔ بیت

زباں یک تھی دونوں کا دل جُدا تھا سمجتا حال اُن کا سو خدا تھا

رقیب بدبخت، گم راہ دل سخت، ہور نظر دل کا دولت خواہ، دونوں مل کر، ایک دل کر، دل رُبا شہر دیدار کے اودھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ، موں پر دونوں بھلے۔

اگر کوئی مرد یا استری ہے دنیا میں سب دغا بازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانہ، کیں سچا بول کیں جھوٹا بہانہ۔ وَلے جھوٹے کوں سب کوئی پتیاتے، سچے کی بات کوئی خاطر نیں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بہو بیچ بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نیں آتا۔ جھوٹا، نیں ہوئے سو بات کاڑے، جھوٹا دو میں عداوت پاڑے۔ . . جھوٹے کی بات کوں نیں کچھ بند، جھوٹا سچیاں کے گوہاں کا اسپند، جھوٹے کے منہ میں دایم گند . . . سچے پر ہنستے مسخریاں کرتے، سچے کوں اُڑاتے، سچے پر بولاں دھرتے، سچے میں نیں ہے جھوٹ بازی، سچے سوں خدا رسول راضی۔

القصہ وو رقیب ناپاک، یو نظر سینا چاک، اُس مصفّا دلکشا قامت کے بُستان

میں، ایسے نادر مکان میں، بارے دونوں آئے، دیدیاں کوں دور تے شہر دیدآر کا تماشا دکھلائے۔ بیت

خدا مراد دیتا اس کوں جس کی ہے ہمت عالی
عجب ہے اُس وَقت اس آدمی کی خوش حالی

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چوری سوں اُس کے احوال کی بات پوچھیا۔۔۔ نظر اپنا قصہ قامت کوں بولیا، ہمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے انگے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیا یا، بہوت محظوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں ایک غلام تھا، سیم ساق اس کا نام تھا۔ اسے بولیا کہ نظر کوں کدھر تو بھی پنہاں کر، جیو دان دے مشکل اس کا آسان کر کر رقیب جتنا ڈھونڈے تو بی اُسے کیں نا پاوے۔ رقیب کے ہات میں نظر پھرنا جاوے۔ رقیب کے ہات نظر دکھیا ہے بہوت جفا، ہمنا تے اسے یوچہ نفا۔۔۔ قامت تے، خوبی کی علامت تے، یو بات سن۔ سیم ساق غلام نے، دل کے آرام نے، نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا، جکوئی نہ پاوے اُس کا مایا۔

خدا نہ روزی کرے کس کوں بند دندی کا
خبر خدا چہ لیوے اُس بچارے بندی کا

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نیں، جدھر ڈھونڈتا ہے بی کدھر نیں، کہیا سُنار اس کرتے سو دھتیارے ہیں، ایسے دھتیاریاں کوں توچہ لوکاں مارے ہیں۔ دنیا میں کون سُنار اس کرتا، ہمیں عبث کیے تھے سُننے کی آس اِتا۔ سُنا یوں ہوتا تو سب کوئی کرتے، یوں کی لوکاں بھوکے مرتے۔ نرجیون کوں جیو دنیا ہور سُنار اس کرنا۔ جاں ایسی بات ہوئے واں بہوت ڈرنا۔۔۔ نظر اپنے قول پر نیں رہیا، دغا دیا، دغا باز تھا دغا بازی کیا۔ اُس کا مکر اُسے نہ تھا فام، اُنے تو کیا اپنا کام۔

رقیب بند کیا تھا سو بارے بند تے تٹیا
ہو اخلاص بچارا یو اس کے بند تے چھٹیا

رقیب گمراہ، روسیاہ، حیران، پریشان، سرگرداں، فکر میں چوکیا، عقل تے گریا، آخر کچھ تدبیر نیں وسی، لاعلاج ناخوش ہو کر اپنے شہر اُدھر پھریا۔

نظر رقیب کے ہات تے خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت کنے آیا، دل کا مدعا کھولیا، بولیا کہ تیری ہمت تے تیری دولت تے رقیب کی محنت تے آسودا ہوا۔ توں مجھ پر لئی شفقت لئی پیار کیا، مجھ پر تو لئی اُپکار کیا۔ یو کام کرنے تو نچہ سکے، خدا تجھے سلامت رکھے۔ مجھے لگیا ہے شہر دیدار کا خیال، رضا دے اتال۔ بہوت ضرور ہے یو کام، یو ضرور میرا خدا جہ کوں فام۔ قامت کہیا اے واللہ، بسم اللہ، بصحت و سلامت خدا تجھے تیری مراد کوں اپڑاوے جکچھ توں منگتا سو خدا تنے پاوے۔

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں، وداع ہو کر، تسلیم کر کر، سر پر ہات دھر کر، اپنے ٹھار تے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھتے اُس شہر دیدار کوں، اس رنگ بھرے گلزار کوں، اُس لطافت کے لالہ زار کوں، اُس نوے روپ کے نو بہار کوں۔ لذت سب محبت، ہور پیار میں ہے، جسے سواد کتے دیدار میں ہے۔ بیت

جکوئی عاشق ہے اس کوں ہوا ابلا دیدار　　کیا دلاں کوں بچاریاں کے مبتلا دیدار

عشق دیدار تے پکڑتا زور، عشق کوں دیدار تے لذت ہے کچھ ہور۔ جن عاشق نے سمجیا ہے کچھ عشق کے گت۔ جیوں سوں اسے دیدار ہے بہوت غنیمت۔ دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار، دیدار دیکھے تو دل کوں ہوتا قرار۔ عاشق جو منگتا اپنا جیو، دیدار کی خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھارے ٹھار ہے و لے جکچھ ہے سو دیدا ہے۔ دیدار سب خوبی کا سنگھار ہے، دیدار دیدیاں کا ادھار ہے۔ دیدار سحر، منتر، ٹونا، عاشق کوں دیدار ہونا۔ جو عاشق دل معشوق پر وار یا آخر دیدار دیدار کر پکاریا۔ خدا کا بی دیدار ریچ دیکھنا ہے، وہاں بی کچھ جھلکا ریچ دیکھنا ہے۔ دیدار، دیدے ہور دل کا آرام، عاشق کو دیدار ریچ سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حسن جلوہ دیتا ہے، دل لیتا سو دیدار ریچ لیتا ہے ....

القصہ، بارے ہزار مشقت سوں، ہزار محنت سوں شہر دیدار کوں آیا، نظر کا جیو بہوت خوشی پایا۔ اُس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار عجائب گلزار، مگر نوی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار۔ جھاڑاں، ڈالیاں سب پھولاں سوں بار، پھولاں سب نادر، سب اچنبا سب اوتار۔ بیت

صفت اُس باغ کی گر کوئی سناوے　　عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول کھلتا، پاتیں پات جیو بہلتا۔ عاشق دیکھ وہاں جیو کھونا، ہر پھول ہیں لاک طلسم لاک ٹونا۔ رنگ اس کا کمنے انکھیاں سو ہم آغوشی، باس اس کی تمام دارو بے ہوشی، طوبیٰ سوں دعوا کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس نادر پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نیں خالی، عاشق ہوا سو سمجھیا یو مانا، جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا۔ عاقلی پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اُتری مستی چڑی۔ کیا لطافت کیا ناز کیا چھب، جنے یہ تماشے دیکھیا اُنے بھی رہا عجب عجب۔ کمر کوں دیکھیا کہ بال تے باریک، دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک۔

نظر حیرت تے یاں گم ہو کھو جاوے ۔۔۔ کمر دستیچ نیں کیوں باٹ پاوے

سوٹھی میں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے اُدھر باؤ بارا نظر کوں ایسے جاگا پرتے گذرنا بہوت مشکل ہوا، نظر حیران پریشان فکر مند بے دل ہوا۔ بیت

نظر کوں ٹھار نیں کس ٹھار جاوے ۔۔۔ وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خوار، آوارہ، کچھ نیں دستا چارا، عاجز ہوا بچارا۔ قضا یوں ہوا، خدا کا رضا یوں ہوا۔ جو دیس میں حسن نار، اوتار، خوش دیدار، خوش گفتار، خوش رفتار، دیدیاں کا سنگار، دل کا آدھار۔ پھول ڈالی تے خوب لٹکتی، چلنے میں ہنس کوں ہٹ کتی۔ راویں تے میٹھی بولے بات، آواز نے قمری کوں کرے شہ مات۔ کنول کے پھول کی پھنکڑیاں جیسے ہات۔ چمن میں پھول شرم حضور، لاج تے آسمان پر چڑے چاند سور۔ مست ہتی تے مغرور ماتی بھاتی، کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ۔ بیت

یو موہن دھن عجائب موہنی ہے ۔۔۔ سُرج اس کے درس کا درسنی ہے

جو بن الماس تے گھٹے، اُدھر یاقوت تے اعلا نپٹ۔ اس کیاں انکھیاں جانو لالے، جانو شراب کے پیالے۔ داناں دیکھ موتی کے دانے، گھرے گھر پھرتے ہو کر دیوانے . . . .

سو اُس دل ربا نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، جتر چوسار کوں ایک سہیلی تھی۔ بہوت چھبیلی تھی، رات رنگیلی تھی، ناؤں اُس کا لٹ سانولی نپٹ۔ رنگ کو کالی،

گھنگر والی۔ قامت کے گلزار کا ہور شہر دیدار کا تماشا دیکھتی تھی، جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی۔ تماشے سوں جیو لالی تھی، آسائش پائی تھی۔ سو اُس وقت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی، لمر کے چھاؤں تلے آئی تھی۔ ایسے میں یکایک نظر پر اس کی نظر پڑی، بیٹھی تھی بچک کر اٹھ کھڑی۔ بیت

آشنا آشنا کوں جانیا نیں　　　آشنائی کوں کوئی پچھانیا نیں

نظر کوں پوچھی توں کون، کدھرتے آیا، اس باغ کی خبر تو کیوں پایا۔ تیرا خاطر نیں جمع، تجھ میں بہت دستی طمع۔ پریشان سا دستا، حیران سا دستا۔ کچھ گنوایا تیوں دستا، کسی کی چوری کیا تیوں دستا۔ دونوں سرگرداں۔ سکتے نیں ایکس کوں ایک پچھان۔ نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی۔ لٹ سوں لٹ پٹ ہو کر، یار نپٹ ہو کر آشنائی و ہم شہری کا اظہار کیا۔ اس وقت بارے اپنی دستگیری کوں ٹھار کیا۔ جیب لگا کر بالیں بال بولیا اُس کنے سب احوال۔ بیت

مہر عاجز پہ ہر کسے آتی　　　کہ خدا کوں بی عاجزی بھاتی

کہ یاں لگ آ کر یوں پڑیا ہوں، کیا کروں تدبیر نہیں اڑیا ہوں۔ یو پل صراط کی باٹ ہے، بہوت یاں آٹا آٹ ہے۔ ایتا کچھ مجھ پر کھڑیا و لے ایسا مشکل مجھے کیں نیں پڑیا۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر، اُس کی حیرانگی پر، اس کی سرگردانگی پر مہر آئی، اُسے گلے لائی، کہی اے بھائی۔ خدا ہے کچھ غم نکو کر، خوش اچھ خدا کوں نکو بسر، تقوا کم نکو کر۔ یو بول بول لٹ بہوت لنبی، بہوت بڑی وہاں تے پیچاں کھاتے کھاتے کمر پر چڑی۔ وہاں تے دو چار تار سٹ نظر کوں کمر پر لیائی، کہی اتال تیری خوشی کدھر جاتا اُدھر جا بھائی۔ نظر لٹ کوں بہوت بھلی کر جانیا، بہوت اُس کا اُپکار مانیا۔ ہمت منگنا، رخصت منگیا۔ لٹ نے پیار سوں اپنے لٹ میں چٹ کاڑ کر تھوڑے دی بال، کہیں تجھے کام مشکل پڑے تو بال آگ پر جال۔ میں حاضر ہوں گی اس ٹھار بیلاڑ کام کرنہار پروردگار۔ فرد

خدا کا کھیل کچھ سب تے جدا ہے
جسے کوئی نیں مدد اُس کو خدا ہے

ڈر نکو، اس وقت پر ہمت بسر نکو۔

لٹ سو وداع ہو کر، نظر وہاں تے شہر دیدآر کے اُدھر چلنے سر کوں قدم کیا، خوش ہوا اور غم کم کیا۔ بارے بگیچ شہر دیدآر میں، رخسار کے گلزار میں، عجائب نادر ٹھار میں آیا، آسودا ہوا، راحت پایا۔ انکھیاں نرگس، زلف سنبل، رخسار لالا، قد پھول کی ڈالی، دہن غنچہ، سوبال کالا بالا۔ جوڑا طاؤس، اگلا قمری، بکن میں طوطی کے توڑے، تل بھونرا، چال کبک، اُدھر عین شکر خورے، گلے میں چاروں طرف گو ہراں۔ جانو میٹھے پانی کی لڑیاں۔ انگلیاں پھنکڑیاں، ہات کا پنجا کنول، جو بن سو امرت کے پھل، جدھر دیکھتا ہے اُدھر خوشی ہور آنند، جدھر دیکھتا ہے اُدھر ناز ہور چھند۔ بیت

نظر اپنی مراد کو اپڑیا تھا یو بے داد، داد کوں انپڑیا

یکایک وہاں کتیک حبشی بچے نظر کے نظر پڑے، بچے کچے نظر کے نظر پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جانو تل کے دانے۔ باتاں بولتے انتیج سن میں، چلے ایسے جیسے جن میں۔ اتنے دولے سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بُند۔ چنگیاں تے گرم، ہم دل جالیں ہم چرم۔ صورت اس تل کا، جانو قطرا زہر ہلاہل کا۔ بیت

تل نہیں ہیں حُسن کے دیدے ہیں جیو لینے کوں بہت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں کیا نام دھرتے ہیں، کیا کام کرتے ہیں۔ اُنو بولے کہ حُسن نار، عالم کے دلاں کا اُدھار، دل ربا، شوخ چشم، دل شکار، حبش اور زنگبار تے، بہوت پیار تے، منگائے تھے سو ایک تل دھرتی ہے، تل اپنے پر بہوت دل دھرتی ہے۔ وو تل آفت ہے بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اُس کا غلبلا ہے۔ سحر لوٹنے میں وو ایک، جیو کا جھونٹے مار دل کا چور پایک۔ عاشقاں پر کرتا ظلم، سب عاشقاں ہوتے یہاں حیران اور گم۔ جس عاشق کوں اُنے مارا وو عاشق کئیں داد منگیا نہ کیں پکاریا۔ بہوت چھبیلا بڑا ہٹیلا۔ ہمیں سب اُس کے غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے داماں میں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں۔ چمنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑ پات پھل یہاں کا ہے ہمارے حوالے، یو پھل جھاڑ سب پانی دے دے ہمیں پالے۔ بیت

دو آشنا یو بچھڑ کر ہوے سو بیگانے یکس سوں ایک مل یکس کوں ایک نیں جانے

وے نظر کوں ایک بھائی تھا بہت خوش فام، غمزا اُس کا نام۔ نہن پن تے جُدا پڑیا تھا، کچھ ایسا قضا کھڑیا تھا۔ آخر حسن کی خدمت اسے روزی ہوئی، فیروزی ہوئی...

القصہ قضا را یوں ہوا جس وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا؛ دل ہار ہار ا کرتا تھا، خدا کیا کرے گا کر استخارا کرتا تھا، غمزا نرگس زار میں، اُس عشوہ یار کے گلزار میں مست پھرتا تھا وے شعور دھرتا تھا۔ سب ٹھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں نظر سوں کھیا، غمزا نیں پچھانیا، کوئی بیگانہ ہے کر جانیا۔ ہر بڑا اُٹھیا، اپنا لہو آپی گھٹیا۔ ہور ہوا اُس پر اُچایا کہ تو کون ہے کیوں اس باغ میں آیا۔ غمزا مست، غصے سوں ہدست، نظر کوں مارنے خاطر، نظر کی انکھیاں باندیا، تن پر کے کپڑے اُتاریا۔ منگتا تھا کہ مارے ولے نیں ماریا، کچھ دل میں بچاریا۔ نہن پن میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی، دونوں کوں دو لعل دی تھی، بازو کوں باندنے، مہر محبت سوں نا ندنے۔ دنیا کوں کیا پتیانا ہے کہ ایک وقت ہے زمانا ہے۔ کچھ ہوئے تو ایکس کوں ایک؟ پچھانے، ایکس کوں ایک جانے۔ غمزے نے نظر کے بازو کا دو لعل پچھانیا، جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے، اپس ہور اس میں کیا جدائی ہے۔ بہوت رویا، گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت

جکوئی بچھڑے پچھیں نہنچ ملنے پاتا ہے
خدا ملانے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے

بولیا یو قضا کیسے تھا فام، خدا کے ایسے ہیں کام۔ بہت عزت سوں بہوت حرمت سوں، غمزے نے نظر کوں اپنے گھر لے کر گیا، دلاسا دیا، جوں تواضع کرنا تھا تیوں تواضع کیا۔

القصہ حسن نار نے گل عذار نے انکھیاں کے سنگار نے، دل کے ادھار نے سُنی کہ غمزے کا بھائی جو نہن پن تے بچھڑیا تھا سو ملیا، غمزے کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا...

حسن نار چتر چوسار، صاحب صورت صاحب دیدار، دُسرے دیس غمزے کوں بلائی، کہی میں سنی ہوں کہ بہوت دیساں بچھڑیا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی۔ کیا نام دھرتا ہے، کیا کام کرتا ہے۔ غمزا بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں نظر، عجب مرد ہے باخبر۔ بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے؟ بولیا کہ لعل مانک ہیرے رتن خوب پچھانتا ہے۔ بیت

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات   خوب آدمی کہتے ہیں خوب یچ بات

حسن نار، دل پرور، دلدار، جیو کے اُدھار پاس بڑے مول کا، بہوت تول کا عجب اک جوہر تھا کہ کسی بادشاہ کے خزانے میں ویسا جوہر نہ تھا کہ جو پڑتا اُس اس جوہر کا جھلک، روشن ہوتے ساتوں فلک۔ بولی کہ مرے دل میں بہوت دیسیاں سے یو تھا، جیتی تھا جا بجا کہ کوئی مرد خاص پیدا ہوئے، جوہر شناس پیدا ہوئے کہ جوہر کوں جانے، جوہر کی قدر کوں پچھانے۔ ۔ ۔ ۔ بارے الحمد للہ ایسا جوہر شناس آدمی آیا، خُدا نے اُسے یہاں لایا۔ یو بات ہوئے پچھیں غمزے نے نظر کوں دُسرے دیس حسن کے حضور لایا۔ نظر آیا، نظر کا رَوِیش حسن کوں بہوت بھایا۔ نظر کی نظر حسن پر پڑی، حسن کی نظر نظر پر کھڑی۔ سلام علیک، علیک السلام، جیوں دنیا کا رَوِیش تھا تیوں چلیا دنیا کا کام۔

بیت

چتر تھا گیا بیگ مجلس کوں فام

ریجھا کر لینا دل چتُر کا ہے کام

حُسن دھن، من موہن، جگ جیون، حُسن علم کی جوں جوں پوچھی بات، نظر تیوں ایک ایک بات کوں کہا سَو سَو دھات۔ چھبیلی نار، رنگیلی سحر کار، وو بات سُن ہوئی شہ مات۔ حُسن دھن، خوش طبع، خوش فام، جیو ہور دل کا آرام۔ بات تے دُکھیا کا دُکھ جاوے۔ موں دیکھتے دل میں خوشی آوے۔ خزانے دار کوں بلائے، فرمائے کہ وو سنگ خوش رنگ تراشی صورت ہے، من مورت ہے، جا، بیگ لے کر آ۔ خزانے دار بی بیگیچ دھایا، جو صورت حُسن دھن، من موہن منگی سو لے کر آیا، دیکھلایا۔ نظر کی جو اُس صورت پر نظر پڑی، حیران ہوا، عقل گر پڑی۔ بیت

یو گوہر دیکھ کر گوہر پچھانیا   جو اُس گوہر میں جوہر تھا سو جانیا

کہیا من ہرن مورت، یو آشنائی کی صورت، مجھے بہوت بھائی، وَلے یو صورت یہاں کیوں آئی۔ یو پاک صورت، اوتار مورت، مغرب ہور شام کے بادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے، یو اس کی صورت ہے جس کی صاحبی سب پر چلے، یو اُس کی صورت ہے جس کے حکم تے زمین آسمان ہلے۔ صورت بہوت عاقل، اس صورت کے صاحب کا نازُں دل۔ بیت

صفت دل کی کیا لئی حُسن کے پاس لگایا دل کی آخر حسن کو آس

نظر جاگا جاگا کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حُسن یو سوادبھریاں باتاں سُن، یو کھریاں باتاں سُن، کچھ فکر دل پر لیائی دل گھبلائی۔ عاشق ہوئی، دل پرتے اُڑ گئی دوئی۔ . . . دل پر عشق چھایا، ناز نیاز پر آیا۔ حسن کوں دل کا لگیا دھیان، دل حسن کا ہوا پران۔ حسن کا ذکر ہوا دل، حسن پر وقت کام ہوا مشکل۔

غزل گفتن حُسن از فراقِ دل

غزل

سہیلی یار بچھڑیا ہے مجھے وو یار یاد آتا
بسر نیں سکتی یک تل میلنے وو سو بار یاد آتا

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اُس کاچ موں دِستا
وہی بستا ہے دل میں، بو وچہ ٹھالے ٹھار یاد آتا

مرے یو دیدے نا دیدے کدھیں تک دیکھیں گے دیدار
مجھے دیدار دے اکلنگ، مجھے دیدار یاد آتا

مری انکھیاں میں پھرتا ہے ترے مُکھ کا خیال آکر
ترے رنگ روپ پر بھولے، ترا رُخسار یاد آتا

کھڑے قد کی بلائیوں گی نظر بھر دیکھوں گی جس دیس
ترے نیناں ترے سنیاں ترا گفتار یاد آتا

ستی ہوں سو دھ میں اپنی کہاں کی بدھ رہے مجہ میں
نہ مجھ خوشبوئی خوش لگتی نہ مجھ سنگار یاد آتا

تمے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ رہی ہوں
نہ مجھ کو پھول خوش لگتا نہ مجھ گلزار یاد آتا

کھانا نیں بھاتا، پانی نیں بھاتا، دل کی خاطر حُسن کا جیو جاتا۔ . . . عشق کے پھاندے سنپڑی، باتاں چہ حُسن اس حال کوں انپڑی۔ گمان جو اُسے تھا سخت، پانوں سوں پڑنے کا آیا وقت۔

عشق عاجز عشق توانا، عشق دانا عشق دیوانا۔ عشق اپنے رنگ میں آپی گھلتا۔ عشق اپس پر آپی بھلتا۔ عشق کے چالے کون سنبھالے۔ عشق چندر عشق بھان عشق دین عشق ایمان۔ عشق حاکم عشق سلطان۔ عشق تے روشن زمین عشق تے روشن آسمان، عشق تے روشن ہر دو جہان . . . عاشق اپنے کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق کوں خوش آوے، معشوق کوں بھاوے۔ معشوق اپس کوں سنوارتی کہ تا عاشق کوں رجھاوے، عاشق کا دل بہلاوے۔ عاشق کوں اپنے پھندے میں بھاوے۔ معشوق ناؤں ہے ولے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت ہے۔ عاشق ناؤں ہے ولے عاشق میں بی تمام معشوق کی گت ہے۔ عاشق معشوق دو نام، ولے دونوں کا ایک کام۔ سب کوں ایک رضا سوں گھڑے، ولے ناؤں جدا پڑے عشق:

ہے جو دونوں جاگا جلوا دیا ہے، کیں ناز کی صورت پکڑیا کیں اپس کوں نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے جو دونوں کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو دونوں کو بدنام کیا ہے۔ ایک عشق ہے جو انسے کام کیا ہے.....

بارے حُسن دھن، جیو کا جیون، عجائب رتن، گل رو غنچہ دہن، نظر کوں خلوت کر گھر میں بُلائی، نزدیک بسلائی۔ عشق سوں سینا جالی، انکھیاں میں تے انجوں ڈھالی..... دل پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر کنے سب اپنا احوال بولی۔ سمجھائی کر اے بھائی جیوں توں دل کی صفت کر مجھے دل پر عاشق کیا ہے، تیو نچہ اتال اس کے ملنے کی بی فکر کر۔ خدا تجھے فرصت دیا ہے۔ مجھے دل پر عاشق کرنے تجھے آتا، دل کوں مجھ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جانا۔ بیت

جو دل کا یار اچھے کوئی تو کہوں میں بات اُسے دل کی
کر آسانی کچھ اندیشے کرم کر میرے مشکل کی.....

نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سُرگ کی اچھری، اے گوتی گن بھری۔ توں دل لائی ہے، تجھے بہوت بڑی ہوس آئی ہے۔ توں حُسن تجے دل سوں دل لانا سہاتا ہے، دل کوں بھی حسن بہوت بھاتا ہے۔ ولے میں کیوں تجے دل سوں ملاؤں، میں دل کوں کیوں تیرے کنے لیاؤں۔ میں تجے کیوں دکھلاؤں۔ یکایک کیوں لیایا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے..... دل کوں تیرے کنے لیانا ہے سوں خون جگر کھانا ہے۔ یک بادشاہی کوں اُلٹھانا ہے، یک بادشاہی میں خلل بھانا ہے۔ کچھ عقل کچھ تدبیر کچھ ہنر کرنا ہے۔ عالم کوں زیر و زبر کرنا ہے۔ سر کا خطر ہے، جیو کا ڈر ہے۔ عقل بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، جو دل بادشاہ صاحب سپاہ کا باپ ہے۔ دل بادشاہ کوں تن کے کوٹے میں اسیر کیا ہے، کیں نیں جاوے کر تدبیر کیا ہے۔ نہ کدھر جان دیتا، نہ کدھر آن دیتا کہ دل عاشق ہے جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے۔ دل کوں تو اس باب جفا ہے..... اُس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں نہیں، بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا پھرنے نکلتا ولے دو باپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ نیں چلتا۔

ما، باپ مجازی خدا، انو کے حکم سوں کیوں ہونا جُدا۔ انوں دنیا میں لے آئے،

اُنو پرورش کیے، اُنو بڑھاے، اُنوسوں بے ادبی کیوں کر یا جاے۔ اُنو خوش تو خدا رسول راضی، اُنو خوش تو ہر دو جہاں میں فتح بازی۔ اُنو کوں اپس نے راضی رکھنا، اُنو کی دعا لینا، اُنو سوں ادب سوں چلنا، اُنوں کوں دعا دینا۔ یو بہت ادب کی ٹھاؤں ہے، تو بچہ لگن خوبی ہے جو لگن سر پر اُنو کی چھاؤں ہے۔ ما، باپ کی مہر دُسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی دُسرے میں نا پاسی۔ بڑا مکہ۔ بڑا مدینہ سو ما، باپ، صُبا اُٹھ اُنو کا موں دیکھے تو جھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں اپنا جنم کھوے گا تو بی ما، باپ کا اُترائی کوئی کیا ہوئے گا۔ ما باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وو ادب دار، بہوت نیک بخت برخوردار ـــ و لے اے نار، اِس ٹھار بی ایک بات ہے، وو تیرے سات ہے۔ اُس درد کا دارو سو تو نیچ ہے۔ اس دریا کا اُتارو سو تو نیچ ہے۔ اُس کے زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے۔ اُس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے۔۔۔ اُس امید وار کی امید توں بر لیانا، اُس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا۔ وقت پر ایکس کوں کام آنا بہوت بڑا ثواب، پیاسے کوں پانی پلانا بہوت بڑا ثواب۔ پڑے کوں اُٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے، ننھے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے۔۔۔ مجھے یو فام ہوتا ہے کہ توں ٹک کرم کرتی ہے تو سب کام ہوتا ہے۔ قرنا گذرے ہیں جو دل کوں آب حیات کی پیاس لگی ہے بہوت آس لگی ہے، پیاس پکڑیا ہے، محبت راسک راس پکڑیا ہے۔ اُس آب حیات کی خاطر بہوت حیران ہے، پریشان ہے، سرگردان ہے۔ نشان پوچھتا ٹھاریں ٹھار، کوئی نیں ہے اُس آب حیات کا نشان دین ہار۔۔۔ اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات ہور وو جیون آب حیات کاں ہے سو بولے گی بات تو میں جاکر، سمجھا کر، دل کوں تل میں رام کروں گا، تیری خاطر یو کام کروں گا۔ تیرا بی کام ہوتا ہے، اُسے بی آرام ہوتا ہے، تیرا بی نام ہوتا ہے۔ فرد

کسے ہے عقل ایتی کسے ہے ایتا فام
بہوت عقل سوں کیا ہے نظر یو دل کا کام

حُسن دھن، من موہن، جگ جیون اک غلام دھرتی تھی کہ غلام اک پل میں مشرق ہور مغرب میں پھر آدے، آسمان زمین، عرش و کرسی کی خبر لیا دے۔ بیگی میں بہوت مشہور، باد اُس کی شرم حضور صورت نویسی کے کام میں تمام، خیال اُس کا نام۔

پسر چو سار، حُسن کا آئینہ دار۔ ہر ایک کام میں اُس کا آڑ تھا، تعریف نے تے کچھ پیلا رڑتھا۔

بارے حسن دھن، من موہن کنے ایک یاقوت کی انگشتری تھی، اُس آب حیات کے چشمے پر مہر کری تھی۔ حسن حور نے، انکھیاں کے نور نے، دل کوں بُلانے خاطر وو انگشتری دیے خیال ہور نظر کے ہات، اپنے جیو کی جو کچھ تھی سو بولی بات کہ آب حیات کا یہ مُہر نشان ہے، لے کر جاؤ، دکھلاؤ ہور دل کوں مجھ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ کہ وو طالب ہے، آب حیات کا اشتیاق اُسے غالب ہے۔ آب حیات کی یو بات سن بہوت آرام پاوے گا، البتہ البتہ آوے گا۔

خیال ہور نظر حسن کنے تے رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے، دونوں عاشق دونوں چلے۔ کتیک دیساں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل بادشاہ صاحب سپاہ ظل اللہ کا دیدار پائے۔ نظر یو خوش خبر لیا، تسلیم کر گزریا سو قصّا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سو سب عیاں کیا۔ فرد

دل خوشی میا نے آج بھوت آیا دل نے مقصود آپ نے پایا

دل نظر کوں اپنے ہم راز کیا، بہوت سرفراز کیا۔ ہزار ہزار شاباشی دیا، گلے لایا، کہیا کہ مرداں جو ہیں سو ہمّت یو ہنچ کرتے ہیں، جیوں بولتے ہیں تو ینچ کرتے ہیں۔ ہمت دھرے تو یوں دھرنا، کچھ کام کرے تو یوں کرنا۔ فرد

خبر معشوق کا جو کوئی کہ لیاوے وو ہی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے

دل رو رو کر ہنس ہنس کر یوچہ بات پوچھیا، کتیک وقت لگ یو نچ پھر پھر کر یوچہ بات پوچھیا۔ اُس کا بس ہوئے تو سارا دیس ساری رات، پوچھنا اچھے یو بات۔ جیتا نقل کہے کھول کھول، دل کہے کیوں کیوں پھرا بول پھرا بول۔ عاشق کنے جو معشوق کے موں کی بات آتی ہے، وو ایک بات لاکھاں پاتی ہے، اس کی لذت کیا کہوں، کہی نہیں جاتی ہے۔ مَنْ ذَاقَ عَرَفَ یعنی چاکھے سو جانے، نیں چاکھیا سو کیا پچھانے۔

دل نظر سوں اس دھات بول یو بات بول، حُسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن، جگ جیون کے خیال کوں، اُس خبر دہندۂ وصال کوں انگے بُلایا، بہوت خاطر داشتی کیا، بہوت سمجھایا، تقوا دیا۔ آخر خیال ہور نظر، دونوں مل کر یک دل کر، وو یاقوت کی انگشتری کا نشان کہ اُس پری نے، اُن حور نے عالی استری نے، اُن

گنونتی گن بھری نے دی تھی سو دل کے ہاتھ میں دیے، خدمت اپنا مجرا کیے۔ دل وو انگوٹھی دیکھ چوم چاٹ سر چڑا یا، کہیا بارے کام یہاں لگن آیا، میں اتال اپنی امید پایا.....

القصہ نظر نے حُسن کی دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازہ ہوا بلکہ تازہ تر۔ دل کے دل میں بھری تھی آس، اُس یاقوت کی انگشتری تے آنے لگی آب حیات کی باس۔ دل کے دل میں جیو آیا، خیال کوں نزدیک بُلایا۔ پوچھا کہ توں کیا کام کرتا ہے، کیا ہُنر دھرتا؟ بیت

اے یار آدمی آئے اگر یار پاس تے
پھر پھر کے بات اس سوں کرے عاشق آس تے

معشوق کنے کا جو آمی آتا، وو بہوت بھاتا، اُس پر بی بہوت پیار آتا۔ معشوق بول بھیجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے، یو باتاں پھر پھر پوچھنا، پھر پھر سُننا عاشق کا فعل خاصا ہے۔ جہاں جیو لگتا، وہاں اُن باتاں تے جیو نیں بھگتا۔ بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں، صورت نویسی میں میرا ناؤں ہے، بچتر ہوں چتر چترنا میرا کام ہے۔ ایسا چتر چتروں جو دیکھے سُدنا رہے، جو کوئی دیکھے سو شاباش شاباش کہے۔

خوش خیال نے اپس کے ہنر کی صفت کیا
عاقل اتھا تو جیو بھلانے یو گت کیا

دل کہیا، کیا چترنا سو چتر، دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش حال ہو کر ہات میں لے قلم اُسی دم، من موہن کی صورت، جگ جیون کی صورت، حُسن دھن کی صورت، لکھ کر دکھلایا۔ دل دیکتیچ اُس حُسن کی عجائب صورت پر من ہرن مورت پر عاشق ہوا، وو نقش بھایا، اُس نقش کوں جیو لایا۔ سُدکھویا بُدکھویا۔ آہ نالے بھرنے لگیا، دیوانی دیوانی چالیں کرنے لگیا۔ عقل سٹیا ہیچ ہوا، کچھ تھا سو کچھ ہوا۔ طاقت گئی، صبوری نہ رہی۔ بے خواب ہوا۔ بے تاب ہوا۔ معشوق میں ایتی دوری؟ عاشق میں کاں کی صبوری۔ رین دن کہے حُسن حُسن، یو چہ لگی تھی اُس کوں دُھن۔ بیت

بہوت بے تاب ہے دل، دل منے کچ تاب نیں اُبریا جگر میں لہو کہاں لکا، لہو کی جاگا آب نیں اُتریا

بارے آخر خیال ہور نظر سوں بچار کر دل، شہر دیدار سوں عزم کیا، عزم جزم کیا۔

فرہنگ

اُبرنا ۔ باقی رہنا ۔ اُبھرنا

اَپ بھاؤنا ۔ خود پسند

اپچھری ۔ پری، اپسرا

اپس ۔ خود

اُپکار ۔ احسان

آپنا ۔ اپنا

اپے ۔ آپ ۔ خود

اِتا ۔ اتنا، اب

اُترائی ۔ احسان کا بدلہ

اُتارو ۔ اُتارنے والا

اتال ۔ اب، فی الحال

اتھا ۔ تھا

آٹا آٹ ۔ سخت مشکل، آفت

اجنوں ۔ اب تک

اجھوں ۔ ابھی، ابھی تک

اُچاٹ ۔ بیزاری، اُداسی

اُچانا ۔ بلند کرنا

اچھّر ۔ حرف تہجّی

اچھنا ۔ ہونا، رہنا

ادھار ۔ بھروسا، دار و مدار

آدھار ۔ سہارا

ادھر ۔ ہونٹ

آڑ ۔ دخل، رکاوٹ

اڑیا ۔ مشکل میں پھنسا

آزمودا ۔ تجربہ

آس ۔ امید ۔ کسی دوا کے پانی سے چھینٹا دینا

اساس ۔ آہ

آسودے ۔ بے فکر

اسیچ تے ۔ اِسی لیے

آگ لانا ۔ آگ لگانا

اگلا ۔ بڑھ کر، افضل

آلا ۔ اعلا

البتہ البتہ ۔ ضرور ضرور

اماحی ۔ حکومت

اُمس ۔ ہمت، حوصلہ

امنگ کر ۔ ولولے کے ساتھ

انپڑنا - پہنچنا
اَن - غذا، خوراک
انت - حد
انتر - فرق
اَن جانتا - انجان، نہ جاننے والا
انجھو، انجو - آنسو
اندھارا - اندھیرا
آنند - سکون، خوشی
انکڑی - اکڑی ہوئی۔ خود پسند
انگے، انگھے - آگے
اُنو۔ اُنے - انھوں نے
آن ہارے - آنے والے
انکھیاں - آنکھیں
اندیشیا - سوچا
اوتار - اعلا درجے کا
اَدھرم - بے دھرم، بے ایمان
اولالے - جوش، چہل
اہے - ہے
ایک تل - ایک لمحہ، ذرا
ایکس - ایک

باٹ - راستہ
باج - بغیر
بار - دیر
بارا، بادبارا - خالی ہوا - ہوا (پانی)
بارا باٹ - ٹکڑے ٹکڑے۔ مفقود
باڑ - جھاڑی
باڑی - باغیچہ
باس - خوشبو
باندیا - باندھا
بلبلیا - عاجزی کی۔ خوشامد کی
بجد - مُصر
بجاک - مضبوط
بچتر - مصور
بُدھ - عقل
بدھائی - خوش خبری، خبر
بڈھائی - بڑائی
بڈھانا - بڑھانا
بڑیاں - بڑے لوگ
برخوردار - نیک بخت
بردکھولنا - پول کھولنا
بست - چیز، شے
بسرنا - بھولنا چھوڑ دینا
بُند - بوند
بندر - بندرگاہ
بندھایا - بنوایا
بندی - گرفتار، قید
بول - فقرہ، بات
بھوت، بہوت - بہت
بی - بھی

بیسنا ۔ بیٹھنا
بے کٹھر ۔ سخت، سنگ دل
بیگ، بیگی ۔ جلد، جلدی

بھاتا، بھاتے ۔ مرضی
بھار ۔ باہر، بار
بھان ۔ سورج
بھانا ۔ ڈالنا، پڑنا
بھشٹ ۔ بُرا، ناپاک
بھگنا ۔ سیر ہونا، خوش ہونا، بہلنا
بہوگنی ۔ بہت گُن والا

پاتی ۔ خط
پاچ ۔ ایک قسم کا ہیرا (زمرد)
پاڑنا ۔ ڈالنا
پالتی ۔ جاسوس، مُخبر
پالشٹ ۔ ناپاک
پایک ۔ قاصد، خبر لانے والا
پتیارا ۔ بھروسا، اعتماد
پتیانا ۔ بھروسا کرنا
پُٹ ۔ کسی دھات کو آگ میں تپا کر کسی
سیّال میں بجھانا
پچیں، پچھیں ۔ پیچھے، بعد میں
پران ۔ جان
پرانی ۔ زندگی بخش

پرت، پیرت ۔ محبّت
پُرتے ۔ بساط، مقدرت
پُروس ۔ مرد
پرسن ۔ خوش ۔ راضی
پُرکم ۔ محتاج، مجبور، متفکر
پریشانگی ۔ پریشانی
پڑنا ۔ پڑھنا
پرمیس ۔ پرمیشور ۔ ایشور
پوتی ۔ پوتھی ۔ کتاب
پیکھنا ۔ تماشا
پیلا رڑ ۔ پرے، دور، بعد کو، انجام کار
پیم ۔ پریم، محبت عشق

پھاندا ۔ پھندا
پھرا ۔ پھر
پھکڑیاں، پھنکڑیاں ۔ پنکھڑیاں
پھلکنا ۔ پھولنا

تپانا ۔ پریشان کرنا ۔ دوڑانا
تتا ۔ گرم
ترپھرے ۔ بے تاب
ترنگ ۔ موج، جوش
تقوا ۔ اطمینان، بھروسا
تقوا دینا ۔ ڈھارس دینا
تل ۔ لمحہ، پل

تلار ۔ نیچے
تلملے ۔ تلملائے
تلیں ۔ تلے، نیچے
تونگن ۔ تب تک
تویچہ ۔ تبھی تک
تے ۔ سے
تیونچہ ۔ اسی طرح

ٹٹنا ۔ ٹوٹنا
ٹٹیا ۔ ٹوٹا
ٹک ۔ ذرا
ٹونا ۔ جادو

ٹھار ۔ جگہ
ٹھادیں ٹھاوں ۔ جگہ جگہ

جالیا ۔ جَلایا (مصدر جالنا)
جان ۔ جاننے والا، فہیم، جانا
جاں ۔ جہان
جاننا ۔ جاننے والا
جد ۔ کوشش
جُجکچھ ۔ جو کچھ
جگاجوت ۔ روشن، نور
جناور ۔ جانور
جنم ۔ عمر، زندگی

جنوں ۔ جنھوں نے
جیتیاں کو ۔ جتنے لوگوں کو
جیو دان ۔ جان کی قربانی
جیو لانا ۔ عاشق ہونا
جھاڑ ۔ درخت
جھال ۔ جوش ۔ غضب

چاتر ۔ ہوشیار
چالا ۔ چال ۔ حیلہ
چُپ ۔ مفت میں ۔ خواہ مخواہ
چِت ۔ خیال، دھیان
چترنا ۔ تصویر بنانا
چٹ ۔ چاٹ، ہوس
چڑپھڑنا ۔ بے قرار ہونا
چرم ۔ کھال
چڑپڑے ۔ چالاک، چاق و چوبند
چُڑنا ۔ چڑھنا
چکور ہو کر ۔ خوش ہو کر
چکلیا (چکلنا) بھینچا، زور سے دبایا
چمٹی ۔ چیونٹی
چنگیاں ۔ چنگاریاں
چوسار ۔ ہوشیار، صاحب فہم
چوندھر ۔ چاروں طرف

چھتربھوگے ۔ رند عاشق مزاج

چھلے۔ چھالے
چھنداں۔ فریب، فکر، دل فریبی

حضور ۔ سامنے، پاس
حیفی کھانا۔ رنج کرنا، پشیماں ہونا

خاطر۔ لیے، واسطے
خاطرداشتی۔ خاطر مدارات
خرچنا۔ خرچ کرنا
خفا (سینہ خفا ہونا) دم گھٹنا
خواست۔ خواہش
خوے۔ پسینہ

دانے۔ داناکی جمع، عقل مند
داروال۔ دواؤں
درس ۔ درشن، دیدار
درسنی۔ درشن کرنے والا، پجاری
دِسنا۔ دکھائی دینا
دِک۔ حد، سمت
دل پر آنا۔ کھلنا
دنبالا۔ پیچھا
دندی۔ دشمن
دورائی۔ آقائی
دیدیاں۔ دیدے، آنکھیں
دیس۔ دن

دین ہار۔ دینے والا
دیوا ۔ چراغ
دھایا۔ دوڑ کر گیا
دھتیارے ۔ بے ایمان
دھنی ۔ سالک
دھن ۔ شاباش
دھول ۔ ڈھول
دھیر۔ صبر
ڈونگر ۔ چٹان۔ پہاڑ
راس کرنا ۔ بنانا
راسک راس ۔ ٹھیک ٹھیک
رانے ۔ راندے ہوئے
راویں ۔ طوطے
رج ۔ جوش، جذبہ، عیش پرستی
رُچ ۔ لطف، چمک دمک، غیرت
رضا۔ اجازت
رویش ۔ روش
رتیج ۔ خواہش، محبت، رجحان
ریش ۔ زخمی
ریل جھیل۔ ریل پیل

زرینا ۔ زیور
زیاست ۔ زیادہ

سار ۔ مانند

ساندی ۔ دیوانہ
سواد ۔ لذت، لُطف
سپڑنا }
سنبڑنا } ہاتھ میں آنا، حاصل ہونا
ست ۔ سچ، بھرم
سٹنا ۔ ڈالنا، گرانا، چھوڑنا
سچیاں ۔ سچے لوگ
سِد ۔ ہوشیار
سُدھ ۔ ہوش، حواس
سرانا ۔ سر جھکانا
سر پھاڑ لینا ۔ سر پٹکنا
سرجنہار ۔ پیدا کرنے والا، خالق
سرتیجھ ۔ ابتدا سے
سرس ۔ اچھا، بہتر
سُرگ ۔ بہشت
سَرن ۔ حفاظت ۔ جائے امن
سرنا ۔ انجام یا تکملہ پر پہنچنا، ختم ہونا
سُرنگ ۔ خوش رنگ
سگھڑول ۔ سُگھڑ، باسلیقہ
سَم ۔ برابر
سنگھاتی، سنگاتی ۔ ساتھی
سنمکھ ۔ سامنے، رو برو
سُنا ۔ سونا (زر)
سور ۔ سورج
سورات ۔

سوسنا ۔ برداشت کرنا
سوں ۔ سے
سہانا ۔ سزاوار ہونا، زیب دینا
سہی ۔ صحیح
سیک ۔ سیکھ
سیدے ۔ سیدھے

شاباں (شب) چمکتے ہوئے
شرم حضور ۔ مرعوب ۔ مُنھ دیکھے کی لاج
شہ مات ۔ شرمندہ، قائل

صُبا ۔ صبح
صبوری ۔ صبر
صفا ۔ صفائی

ضرور ۔ ضرورت

غلبلا ۔ بے تابی، جوش خروش

فام ۔ فہم
فتوا ۔ فساد
فرمودہ ۔ حکم

کاچ ۔ شیشہ
کاڑنا ۔ نکالنا

کاڑی ۔ خار وخس ۔ مٹی کا ذرہ

کاں ۔ کہاں

کاکلوت ۔ حرص ۔ لالچ

کتا ۔ کتنا

کتابت ۔ خط

کیتک ۔ کئی ایک ۔ بہت

کُچ ۔ کچھ

کچاٹ ۔ فساد، آزردگی

کچوایا ۔ کچیانا

کَس ۔ طاقت

کِس ۔ کسی

کسنا ۔ آزمانا

کماچ ۔ ایک ساز

کنے ۔ کہنے ۔ پاس

کنا ۔ کہنا

کوٹ ۔ قلعہ

کولگ ۔ کب تک

کول ۔ قول

کوں ۔ کو

کُہنا ۔ کُہنہ ۔ بوڑھا

کہیا ۔ کہا

کی ۔ کیوں

کیا واسطے کہ ۔ اس لیے کہ

کیتا ۔ کتنا

کیف ۔ مستی

کیوں ۔ کیوں کر

کھڑا ۔ واقع ہوا ۔ قائم

کھورے ۔ کھوہ ، غار

گت ۔ تدبیر، سلیقہ، حالت، مناسبت، موزونیت

گدگڑا ۔ گدلا

گگن ۔ آسمان

گلانا ۔ گھلانا

گلنا ۔ پگھلنا

گُمنا ۔ بسر کرنا

گُن کار ۔ گن والا ۔ فن کار

گوہاں ۔ گیہوں

گھابرا ۔ گھبرایا ہوا

گھاٹ ۔ درہ، راستہ

گھالنا ۔ ڈالنا

گھانگراگھول ۔ پریشان

گھڑنا ۔ بنانا

گھٹ ۔ مضبوط

گھٹنا ۔ پریشان ہونا

گھرے گھر ۔ گھر گھر

گھیرے ۔ دردسر، وحشت، بدحواسی

لاٹنا ۔ ذلیل کرنا

لاعلاج کو ۔ مجبوراً

لانا ۔ لگانا

لکھن ۔ چال، رویّہ

لگ ۔ تک

لگن ۔ تک

لھوا ۔ تلوار

لہنا ۔ بچنا، مناسب ہونا، سزاوار ہونا

لئی ۔ بہت

ماتا ۔ مست

ماتی بھاتی ۔ سرمست، مغرور، بدمست

مان ۔ عزت

مانے ۔ معنے

مانک ۔ موتی، جواہر کی ایک قسم

مایا ۔ سرمایہ، علاج

مبالغہ ۔ زیادہ سے زیادہ

متا ۔ مست

مثلا ۔ کہاوت ۔ مثل

محنت ۔ رنج وغم

مدماتا ۔ مخمور، مست

مرکب ۔ سواری کا گھوڑا

مکری ۔ مکّار

من ہرن ۔ دل رُبا

منا ۔ منع

منگنا ۔ مانگنا، چاہنا

موپ ۔ ساہان

موٹھی ۔ مُٹھی

مورک ۔ نادان

مُوں ۔ منھ

موے ۔ مُردہ

میانے ۔ درمیان، میں

میرا ۔ مُیل

ناری ۔ عورت

ناندنا ۔ سلیقے سے رہنا، زندگی بسر کرنا

ناتوں، ناؤں ۔ نام

بنتر ۔ بدتر

نپٹ ۔ بالکل

نرجیون ۔ مُردہ

نزیک ۔ نزدیک

نس دن ۔ رات دن، ہمیشہ

نفا ۔ نفع

نفر ۔ نوکر، خدمت گار

نکامی ۔ نکمّی

نکو ۔ نہیں، نہ

نکوے ۔ بدنام

نوا، نوی ۔ نیا، نئی

نوانا ۔ سر جھکانا

نہن پن ۔ بچپن

نہنا ۔ ننّھا، چھوٹا
نہنچ ۔ نہیں
نیم ۔ دھرم کے اصول، مذہبی پابندی
نیم دھرم ۔ اصولِ ایمان
نیں ۔ نہیں

واریا ۔ نچھاور کیا۔ قربان کیا
واز ۔ بیزار، تنگ، پریشان
واقا ۔ واقعہ، مصیبت
وزا ۔ وضع
وہیچ ۔ وہی

ہاکالا مارنا ۔ زور زور سے چلّانا
ہانک مارنا ۔ آواز دینا
ہت ۔ ہاتھ
ہتی ۔ ہاتھی
ہُپچ ۔ احمق
ہلاسی ۔ ہلے گا، ہلائے گا
ہلیا ۔ ہلا
ہم ۔ ہمت، حوصلہ، ضد
ہم بھرے گا ۔ مقابلہ کرے گا،
برابری کرے گا
ہمنا ۔ ہمیں، ہم کو
ہو ۔ ہاں
ہور ۔ اور

ہوڑ ۔ جاہل، نادان
ہوسی ۔ ہوگا
ہیڑا ۔ گوشت

یکس ۔ ایک، کوئی ایک
یوچ ۔ یہی
یکیلی ۔ اکیلی

Intekhab -e- Sab Ras

Edited by

Noorul Hasan Hashmi

Uttar Pradesh Urdu Akademi
Lucknow

Price Rs. 18/